بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

ولا ترکنوا الی اللذین ظلموا فتمسکم النار

التحقیقات لدفع التلبیسات اور اس پر تبصرہ کے مطالعہ سے اپنے تاثرات کا اظہار بنام

”تحقیقات؟ یا تلبیسات؟“

تصنیف

از حضرت علامہ مفتی محمد رفیق الاسلام صاحب قبلہ نوری دیناجپوری

خلیفہ حضور تاج الشریعہ

صدر شعبۂ افتاء جامعہ غوثیہ شکوریہ بلہور کانپور یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

"**التحقیقات لدفع التلبیسات**" نام کا ایک فتویٰ پیش نظر ہے جسے حضرت علامہ ذوالفقار احمد اشرفی نے تحریر فرمایا ہے، اس سے متعلق وہ نورانی تحریر بھی نگاہوں کے سامنے جلوہ بار ہے جس کی سرخی ہے (تبصرہ ایک فتویٰ پر) شیخ العلماء امام الفضلاء حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعۃ الرضا بریلی شریف کے قلم عدالت کا جو شاہکار ہے امید ہے کہ اس تبصرہ سے موصوف مفتی صاحب قبلہ بصارت کے ساتھ انمول بصیرت کا تحفہ بھی قبول فرمائیں گے۔

اصل استفتاء سے ماخوذ عبارت

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں
"کہ زید سنی صحیح العقیدہ ہے انھوں نے اپنی لڑکی کا نکاح ایسا لڑکا سے کروایا وہ لڑکا عوام میں سے ہے وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلاتا ہے جب انکے پاس اسلامی عقائد اور کفری (دیوبندی) عقائد پیش کئے گئے تو انھوں نے کفری عقائد کا انکار کیا اور تحریر دے دی کہ میں ان کفری عقائد کو نہیں مانتا ہوں، اسلامی عقائد کو مانتا ہوں تو کیا ایسی صورت میں جبکہ لڑکا نے تحریر دے دی ہے اس لڑکا کو کافر و مرتد کہا جاسکتا ہے اس لڑکا سے سنیہ لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟"

اس استفتاء کا وہ فتویٰ جو مفتی ذوالفقار احمد صاحب اشرفی نے تحریر فرمایا ہے چھ صفحات پر مشتمل ہے اس پر حضور شیخ العلماء کے تبصرہ کا ماحصل بھی آنے والا ہے، لیکن سر دست مفتی موصوف کا وہ مطبوعہ فتویٰ جس نے علاقہ دیناجپور و کشن گنج کو انگشت بدنداں کر دیا ہے اس کے سرورق میں سنی صحیح العقیدہ کی جو تعریف کی گئی ہے اسے چشم حیرت سے ہی کوئی پڑھ سکتا ہے۔

آپ تحریر فرماتے ہیں" جو اپنے کو دیوبندی کہتا ہے لیکن عقائد کفریہ نہیں رکھتا

وہ سنی صحیح العقیدہ ہے''
سنی صحیح العقیدہ کی اس نادر تعریف پر کوئی تبصرہ کئے بغیر اس لطیفہ پر غور فرمائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لطیفہ

ایک ڈاکٹر صاحب ولایت سے پڑھ کے گھر آئے چندروز بعد اس کے چچازاد بھائی پر دماغی دورہ پڑااور وہ بے ہوش ہو گیا، گھر میں ڈاکٹر ہے بلایا گیا اس نے آنکھیں دیکھیں زبان دیکھی اور حکم دے دیا کہ یہ تو مر چکا ہے، ولایتی ڈاکٹر کا حکم تھا سارے کام تیزی سے انجام پا گئے ۔نہلا کر کفن پہنایا گیا ،لوگ جنازہ کو قبرستان کی طرف لے جارہے تھے، مردہ راستے میں اٹھ کر بیٹھ گیا کہ اسے ہوش آ گیا تھا، ڈاکٹر کا سر جھکا ہوا تھا لیکن دوسروں کو غصہ آ گیا کہنے لگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اوناداں مردہ! تم تو جاہل ہوان پڑھ ہو حیات و موت کو کیا جانو! وہ ہمارے ڈاکٹر صاحب جو کہہ رہے ہیں وہی صحیح ہے۔ وہ ولایت سے پڑھ کے آیا ہے، لہٰذا تم مردہ ہو تمہیں دفن کیا جائے گا۔

وہی حالت کچھ یہاں نظر آ رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔آدمی تو کہہ رہا ہے میں دیوبندی ہوں اور مفتی صاحب فرمار ہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں! تم تو سنی صحیح العقیدہ ہو۔۔۔۔۔۔۔دیوبندیت کہہ رہی ہے کہ میں زندہ ہوں۔۔۔۔۔۔۔ اور یہ مقدس قلم کہہ رہا ہے کہ تم مر چکی ہو۔ بہرحال مفتی ذوالفقار احمد صاحب قبلہ نے اپنے فتویٰ کی تائید میں دارالافتاء والتدریس سے متعلق دو مفتیان کرام کی تحریریں پیش کی ہیں لیکن ان کی تحریریں چونکہ صاف طور پر فتویٰ مذکور کی تصدیق میں نہیں بلکہ مشروط تصدیق میں ہیں جسے مفتی صاحب کی اعلیٰ فراست نے پہلی نظر میں ہی پہچان لیا۔ یہی وجہ ہے کہ طباعت کے وقت انھیں ''تصدیق'' نہ لکھ کر ''تقریظ'' لکھا گیا ہے۔ جن دو مفتیان کرام کی تحریریں اس میں موجود ہیں ان میں سے ایک حضرت علامہ و مولانا مفتی ایوب صاحب نعیمی مدظلۂ العالی کی ہے جبکہ دوسری حضرت علامہ مولانا مفتی یامین صاحب رضوی بنارسی زید مجدہٗ کی طرف منسوب

ہے جبکہ تدریس وافتاء سے متعلق عالم دین کی تصدیق کے نام سے صرف مفتی شبیر صاحب اشرفی پورنوی کا ایک جملہ ہے فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"والحق قال المجیب"

حضرت مفتی شبیر صاحب کی یہ دانش مندی ہے کہ "قال المجیب" کو مبدأ کی خبر بنایا نہ کہ مقولہ کو، ورنہ "والحق ما قال المجیب" ارشاد فرماتے اور دونوں میں کیا فرق ہے اہل علم پر مخفی نہیں ہے، اس کے باوجود اس کو تصدیق کہنا مفتی ذوالفقار صاحب جیسے علم وفضل والے کو زیب نہیں دیتا ہے کہ آپ اس عظیم ہستی کی یادگار ہیں دیناجپور وکشن گنج کی سنیت جس کی مرہون منت ہے، جس کے علمی جاہ وجلال کا پورا ہندوستان معترف ہے، اسی ایک ذات کا فیضان ہے جس کی وجہ سے مذکورہ دونوں ضلعوں میں علم وحکمت کی بہار ہے یعنی استاذ الاساتذہ، امام الفقہاء، سند العلماء، الحضرت العلام ومولانا والمفتی والحافظ والقاری والحاج محمد نصیر الدین صاحب قبلہ الاشرفی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات مقدسہ سے۔

اس ایک جملہ کو مفتی صاحب قبلہ نے تصدیقات میں شمار کیا ہے جبکہ اس کی معنوی گہرائی کچھ اور بتا رہی ہے، اب ان دونوں تقریظوں پر بھی نظر ڈالیں جو فتوائے مذکور کی تائید میں ارٹیفیشل زینت کی طرح موجود ہے، ان میں مفتی یامین صاحب کی جو تقریظ مفتی ذوالفقار صاحب نے نقل فرمائی ہے اس میں یہ عبارت لائق صد آفریں ہے

"ایں ہمہ ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کی خوب تحقیق کر کے ہی رشتہ قائم کیا جائے کیوں کہ بدمذہبوں کو جھوٹ بولنے اور تقیہ کرنے میں بڑی مہارت ہے یہ سنیوں سے رشتۂ ازدواج قائم کرنے کی غرض سے تستر بہت کیا کرتے ہیں اس لئے تابمقدور حزم واحتیاط کی ضرورت ہے حضرت مفتی صاحب اپنے علاقے کے لوگوں سے خوب واقف ہیں اس لئے ان کا فتویٰ وقیع اور قابل اعتماد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (تحقیقات ص ر 6)

یہ ہے مفتی یامین صاحب کی تقریظ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس میں کیسی کیسی تنبیہات موجود ہیں ، ملاحظہ ہوں

----

(1) خوب تحقیق کر کے ہی رشتہ قائم کیا جائے
(2) جھوٹ بولنے اور تقیہ کرنے کی بڑی مہارت ہے
(3) رشتہ کی غرض سے تستر بہت کیا کرتے ہیں
(4) بمقدور حزم واحتیاط کی ضرورت ہے
(5) مفتی صاحب اپنے علاقے کے لوگوں سے واقف ہیں
(6) اس لئے انکا فتویٰ قابل اعتماد ہے

یہ جملے بتا رہے ہیں کہ مفتی یامین صاحب اس فتویٰ کے مضر اثرات سے بخوبی آشنا تھے بالخصوص آخری تین جملوں نے تو "**التحقیقات لدفع التلبیسات**" کے فتویٰ ہونے پر ہی سوالیہ نشان لگا دیا کہ بمقدور حزم واحتیاط کی ضرورت ہے، کیا حزم واحتیاط یہی ہے؟ کہ شادی رچائی جائے نہ کہ اس سے اجتناب کیا جائے، کیا اجتناب بھی قدرت سے خارج ہے؟

دوسرا جملہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مفتی صاحب اپنے علاقے کے لوگوں سے واقف ہیں یعنی یہ فتویٰ پوری دنیائے سنیت کے لئے نہیں ہے بلکہ خاص ایسے کسی علاقہ کے لئے ہے جہاں دیوبندی نام کا کوئی مخصوص قبیلہ آباد ہوگا ممکن ہے کہ وہاں کے علاقائی لوگ ایسے نادر زمانہ دیوبندیوں پر مشتمل ہوں جیسا کہ فتویٰ مذکور میں موجود ہے، تو اس علاقہ کے لئے یہ فتویٰ قابل اعتماد ہے۔لہٰذا مفتی صاحب پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس علاقہ کا جغرافیہ پیش کریں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسلام پور، دھنولہ، نوکٹھا، چوپڑا کے دیوبندی تو ایسے نہیں ہیں جیسا کہ اس فتویٰ میں موجود ہیں۔ ایسا تو نہیں کہ مفتی صاحب کا علاقہ جھار باڑی، کاشی باڑی، کھجور باڑی، الوا باڑی کے کچھ علاقے تک محدود ہو اور جہاں تک ہماری رسائی نہ ہو سکے؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مفتی صاحب اپنے علاقہ کے لوگوں سے واقف ہیں اس لئے انکا

فتویٰ قابل اعتماد ہے۔ مفتی یامین صاحب چونکہ اس علاقہ سے واقف نہیں لہٰذا غیر مشروط اس فتویٰ کی تصدیق نہیں کر سکتے تھے، اس لئے انھوں نے اپنی دور اندیشی کا لحاظ کرتے ہوئے بامعنیٰ متوازن ان الفاظ کا استعمال کیا جو قریب ماسبق میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کیا کسی فتویٰ کی تصدیق کا انداز یہی ہوتا ہے؟ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو پھر اسے تصدیق کہا جائے یا تنبیہ؟

دوسری تقریظ

حضرت علامہ مفتی ذوالفقار احمد صاحب نے اپنے علاقائی فتویٰ کی تائید میں جو دوسری تقریظ تحریر فرمائی ہے وہ حضرت علامہ مفتی ایوب صاحب نعیمی صدر المدرسین و مفتی جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مرادآباد یوپی کی طرف منسوب ہے۔ اسے بھی تصدیق نہیں بلکہ تقریظ ہی کہا گیا۔

یہ ایک صفحہ پر مشتمل ہے پوری عبارت کو نقل کر کے مضمون کو طول دینا بلا فائدہ ہے لہٰذا مفتی ایوب صاحب قبلہ نے جو فیصلہ فرمایا اسی پر اکتفاء کر رہا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے کفر و اکفار میں فرق رکھا اور فرمایا ۔۔۔۔۔۔۔۔کہ کفر تو عنداللہ تکذیب یا استخفاف کے تحقق سے متحقق ہو جاتا ہے اور عند الناس امر قطعی کی تکذیب یا استخفاف سے البتہ اکفار کے لئے راجح یہ ہے کہ ضروریات دین میں اگر یہ ہو تو تکفیر لازم ہے یہی تکفیر التزامی ہے کفر لزومی کی تکفیر سے آپ نے احتراز فرمایا ۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ مفتی ایوب صاحب کی تقریظ کے ابتدائی الفاظ ہیں۔ علماء کرام باخبر ہیں کہ علم کلام کی ایک معرکۃ الآراء بحث پر آپ نے یہاں کچھ روشنی ڈالی یعنی کفر و اکفار کا بیان کیا، اور مزید آپ نے وضاحت فرمائی کہ یہی (اکفار) التزامی ہے۔ لیکن کفر لزومی کی تکفیر سے آپ نے احتراز فرمایا۔ کفر اور اکفار کا معنیٰ جب متعین ہو گیا تو پھر اس کی تائید میں آپ نے علامہ فضل رسول اور فاضل بریلوی کی عبارتیں پیش کیں پھر اس کے بعد اپنے مافی الضمیر کو یوں نقوش کی صورت دے رہے ہیں۔

اسی کی روشنی میں فاضل جلیل اعزوارشد مولانا مفتی ذوالفقار احمد اشرفی زیدت معالیہ نے تکفیر میں احتیاط سے کام لیتے ہوئے استفتاء کا جواب دیا جونہایت سلیس اور واضح ہے۔
دیوبندی کہنے والے عوام کی فوراً تکفیر نہ کی جائے بلکہ علماء دیوبند کے عقائد باطلہ ان کے سامنے بیان کریں، کتابوں میں دکھائیں، پھر بھی انکو یا ان کے معتقدین کو اچھا کہے تو التزام کفر کی بنیاد پر ان کی تکفیر کریں۔
کہ کفر کا التزام ہوگیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہٰذا تکفیر میں احتیاط کریں نہ کہ اس التزام کے ثبوت سے قبل اپنے گھر کی عزت اس دیوبندی کو تحفہ میں پیش کریں قابل توجہ ہے کہ یہاں بھی عوام دیوبندی کے بارے میں مفتی ایوب صاحب نعیمی نے یہ فرمایا نہ کہ اکفار سے عوام کو بری قرار دیا۔ مفتی نعیمی صاحب کی اس تحریر میں بھی اصل مسئلہ پر کوئی واضح بیان نہیں ہے کہ ایسے لوگوں سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جبکہ یہاں بھی کفر لزومی اور التزامی کا مسئلہ پیش نظر ہے اس کے باوجود فرماتے ہیں کہ۔ اگر وہ دیوبندی عوام عقائد دیوبندیہ کو یا ان کے معتقدین کو اچھا کہے تو التزام کفر کی بنیاد پر ان کی تکفیر کریں نہ کہ عوام ہونے کی وجہ سے انھیں مستثنیٰ قرار دیں۔

صاف ظاہر ہے کہ عقائد دیوبندیہ کو اچھا کہنا بھی التزام کفر ہے اور ان کے معتقدین کو اچھا کہنا بھی التزام کفر ہے۔

اگر ابھی تک دیوبندیوں کے کفری عقائد لڑکا (جو عوام دیوبندی میں سے ہے) کے سامنے نہیں رکھے گئے اور اسکا عندیہ ظاہر نہ ہوا یا پھر ان کے معتقدین کو اچھا کہنا معلوم نہ ہوسکا تو زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ ابھی تک التزام کفر کا ثبوت نہیں ہوا۔ نہ کہ اس دیوبندی کا اسلام ثابت ہوگیا **(العجب)**

جبکہ حضرت مفتی ایوب صاحب نعیمی کا ایک دیگر مصدقہ فتویٰ (مورخہ ۲۶/ جون ۲۰۱۰ء) ابھی میرے ہاتھوں میں ہے جس میں تحریر ہے

"عقائد باطلہ رکھنے والا یا مذکورہ عقائد باطلہ رکھنے والے شخص کو مسلمان سمجھنے

والا اور اس کو صحیح العقیدہ تسلیم کرنے والا، یا علماء دیوبند کو اپنا پیشوا ماننے والا کافر ومرتد خارج از اسلام ہے۔ اگر چہ وہ شخص جاہل ہی کیوں نہ ہو"

(از مفتی عطا حسن نعیمی)

ایک طرف مفتی ایوب صاحب کا یہ واضح بیان اور دوسری طرف مفتی ذوالفقار صاحب کی پیش کردہ (اپنی تائید میں) ان کی تقریظ بالکل ایک دوسرے کے خلاف ہے ---------------------ایک معما ہے؟

علاقہ میں حضور استاد الاساتذہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے جس سنیت کے خاطر شب وروز ایک کر دیا تھا صدر العلماء مفتی غلام مجتبیٰ صاحب علیہ الرحمہ نے جس سنیت کے لئے عظیم مناظرہ کا انتظام کیا تھا جس میں علماء اہل سنت کے سر پر فتح ونصرت کا تاج رکھا گیا تھا۔ مفتی تسلیم الدین صاحب علیہ الرحمہ نے جس کی خدمت کے لئے زندگی کی آشائس کو ترک کر دیا، مذکورہ حضرات کی تعلیمات میں آج بھی علاقائی علماء جس عقیدہ کی ترویج واشاعت میں رات ودن محنت وجانفشانی کر رہے ہیں کیا وہ یہی سنیت ہے؟

خدارا سینہ پر ہاتھ رکھ کے غور فرمائیں حق وصواب واضح ہو جائے گا، عرض ہے کہ اگر ناجائز فعل کا ارتکاب کوئی عالم کرتا ہے تو اس فعل ناروا سے تائب ہونا علماء کی شان رہی ہے نہ کہ اپنی علمی صلاحیت کو اس نازیبا فعل کے جواز پر صرف کریں۔ کوئی مسلمان (معاذ اللہ) اگر شراب پیتا ہے اور جانتا ہے کہ شراب حرام ہے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ایک دن اس فعل بد سے وہ تائب اور نادم ہو جائے گا۔ عقلمندی یہ نہیں کہ ایک عالم دین اس کے جواز پر دلیل دے کہ قرآن کریم نے خمر کو حرام فرمایا ہے جو کچے انگوروں سے بنایا جاتا ہے اور اس شراب کی اصلیت مادیہ سے چونکہ وہ شرابی واقف نہیں لہذا یہ اس کے لئے جائز ہے (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

حضرت مفتی ایوب صاحب نعیمی یہاں کچھ ایسے آدمیوں کے اکفار کی نفی کر رہے ہیں اور وہ بھی عقائد دیابنہ ان کے سامنے رکھے جانے تک اس کے بعد اگر ان

عقائد کو اچھا کہے یا ان کے معتقدین کو اچھا کہے تو پھر التزام کفر کی وجہ سے ان کا اکفار ہوگا لیکن التزام کفر کے اثبات سے قبل ایسے جہلاء پر درجنوں کفریات کا لزوم ہے اس لزوم کا انکار نہ تو مفتی ایوب صاحب نعیمی نے کیا اور نہ ہی مفتی یامین صاحب رضوی نے کیا۔ جبکہ فاضل جلیل حضرت مفتی ذوالفقار احمد صاحب نے اسی کو اسلام کی دلیل بنایا، ایسا تو نہیں کہ ڈاکٹر کی ولایتی ڈگری نے اپنا کمال دکھایا ہو؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آخر اس محنت وکاوش کو آپ کی سادگی یا عدم توجہی پر محمول کیا جائے یا پھر اپنے مخصوص علاقہ کی فکر تحفظ سے وابستہ قرار دیا جائے؟

مفتی ایوب صاحب قبلہ نے بھی کس قدر تنبیہ فرمائی کہ ان عقیدوں کو اچھا کہنا یا پھر انکے معتقدین کو، دونوں صورت سے التزام کفر ہوگا اگر چہ اس نے ان عقیدوں کا انکار کیا ہے لیکن انکا معتقد اپنے امام مسجد کو تو اچھا کہتا ہے اور اس کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا ہے کیا وہ امام بھی جاہلوں میں سے ہے؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو پھر ان کے امام الائمہ کے بارے میں ہی دریافت کر لیجئے۔ بہر حال سوال صرف یہ ہے کہ یہ نکاح جائز ہے کہ نہیں؟

نہ مفتی یامین صاحب نے اس کو جائز کہا اور نہ ہی مفتی ایوب صاحب نے، بلکہ دونوں حضرات نے تنبیہ کی ہے یہ دونوں حضرات جانتے تھے کہ سائل کی مکاری مفتی ذوالفقار احمد صاحب کی نگاہوں سے اوجھل رہی کہ سائل نے ایک فقہی مسئلہ (جواز اور عدم جواز) کو اپنے مکر وفریب میں کفر واکفار کا مسئلہ کلامی بنا دیا ہے، اسی میں الجھ کر مفتی صاحب نے جواز کی سند عطا کر دی جبکہ یہاں استفتاء میں انعقاد نکاح یا غیر انعقاد کا سوال نہیں تھا بلکہ جواز یا عدم جواز کا ہی سوال تھا۔ اس نکاح کو جائز کہنا دراصل سیکڑوں برائیوں کی بنیاد ہے۔ لوگ اب اس دیوبندی کے یہاں آنا جانا کریں گے، سلام وکلام ہوگا، شیطان کی سازش اس میں اور پروان چڑھائے گی، کھانا پینا بھی شروع ہونے میں اب کوئی بعید نہیں ہے۔ معاذ اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو پھر ایک دوسرے کی موت ومٹی میں بھی شرکت کو غیر ممکن کیوں کر مان لیا جائے تو پھر کسی باڑی کے دیوبندیوں کی اس میں کیا تخصیص؟ یہ برائیاں ایک دن اپنی سرحدوں کو توڑ کر باہر نکل جائیں گی اور حضور استاذ الاساتذہ

کا

حلقۂ ارادت بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر محفوظ نہیں رہے گا۔

جناب مفتی ذوالفقار صاحب غور فرمائیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خدارا اپنے اسلاف کی محنت وجانفشانی کا خون نہ کریں۔

ایک فتویٰ اور اس پر تبصرہ

مضمون سابق سے قارئین کرام کو احساس ہو گیا ہوگا کہ ایک فقہی مسئلہ کو مستفتی نے کس طرح عقائد سے وابستہ کر دیا، اور اس کی عیاری میں حضرت مفتی ذوالفقار صاحب کو کس طرح سے الجھنا پڑا، اور ایک جواز وعدم جواز کے مسئلہ کو کفر وا کفار کی دہلیز پر کیسے پہونچایا گیا، مزید یہاں (اس لایعنی بحث میں) حضرت مفتی یامین صاحب رضوی وحضرت مفتی ایوب صاحب نعیمی کو بھی شریک کرنے کی کوشش کی گئی، جبکہ مفتی شبیر صاحب نے ''والحق قال المجیب'' فرمایا۔اس کا مطلب تو یہی ہوگا کہ حق مجیب نے کہا۔یعنی یہ فتویٰ کسی اور کا نہیں بلکہ مجیب نے کہا۔بہر حال محترم مفتی صاحب نے اس جملہ کو بھی اپنے فتویٰ کی تصدیق میں شمار کیا ہے۔اس فتویٰ کے منظر عام پر آتے ہی ضلع کشن گنج ودیناجپور کی سنیت میں ایک خوفناک زلزلہ برپا ہو گیا، اور ہونا بھی چاہئے تھا۔ اس لئے کہ اس گھر سے یہ فتویٰ صادر ہوا جو علاقائی سنیت کی راجدھانی تھا، یعنی حضور استاذ الاساتذہ کے کاشانۂ ولایت سے ہی یہ فتویٰ آیا اور اسی کو ''تحقیقات'' کا نام دیا گیا ،آج جب یہ فتویٰ آیا تو حضور قطب کشن گنج ودیناجپور ہماری آنکھوں سے اوجھل تھے ،اٹھارہ سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔کاش ! آج انکی دنیوی جلوہ ریزی ہوتی تو انکا اشارہ ہی تن بے جان میں زندگی ڈالنے کے لئے کافی تھا جس کی وجہ سے ''تحقیقات '' کے پردے میں ''تلبیسات'' کا شائبہ ذہن وفکر سے کوسوں دور رہتا، اور نہ ہی حضور شیخ العلماء جیسی مصروف ترین ہستی کو تبصرہ کی حاجت ہوتی جب کہ حضور والا کی پاکیزہ زندگی کا ایک ایک گھنٹہ عبادات، ریاضات، تدریس وافتاء کے علاوہ اوراد ووظائف اور باوقار علماء اہل

سنت کے ساتھ علمی مذاکرات ودیگر دینی مصروفیات میں منقسم ہے۔
یہاں اس مقالے میں حضرت مفتی ذوالفقار صاحب کے فتویٰ سے کچھ اقتباسات ہونگے اور ساتھ ہی ساتھ حضور شیخ العلماء والفقہاء حضرت علامہ الحاج مفتی محمد صالح صاحب قبلہ نوری مدظلہ النورانی کے تبصرہ سے بھی کچھ علمی فقہی گوہر پارے بھی بطور ذکر ماحصل نقل کئے جائیں گے اور ساتھ ہی ان عبارتوں کا بھی جائزہ لیا جائے گا جنہیں فتاوائے بحر العلوم اور فتاوائے رضویہ سے نقل کر کے بطور استدلال حضرت مفتی ذوالفقار صاحب قبلہ نے پیش کیا ہے اور بعد میں خلاصہ تحریر کیا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ
پہلے مفتی صاحب کے فتویٰ سے کچھ عبارتیں ہدیۂ ناظرین ہیں

----

(1) جب کسی کلمہ گو سے کوئی امر دین کے خلاف صادر ہو گیا تو علماء اسلام نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے کہ یہ خلاف دین امر کفر فقہی کے زمرے میں آتا ہے!
(تحقیقات ص/5)

(2) کسی کلمہ گو سے دین کے خلاف کوئی امر سرزد ہوا ہے تو بعض کتابوں میں اس کو صریح قرار دے کر اس شخص کی تکفیر کی گئی ہے، اور بعض کتابوں میں اسے لزوم بتا کر تکفیر سے اجتناب کیا گیا ہے! (تحقیقات ص/5)

(3) امام احمد رضا قدس سرہٗ کا زمانہ آیا تو انھوں نے ان عبارتوں کو صریح قرار دینے کے باوجود انمیں لزوم کفر بتا کر بطور فقہاء تکفیر کی اور التزام کفر نہ مان کر بطور متکلمین تکفیر سے کف لسان کیا! (تحقیقات ص/5)

(4) ہمارے علاقہ کے عوام جو کہ اپنے آپ کو وہابی، دیوبندی کہلاتے ہیں حالانکہ وہ اقوال کفریہ کے قائل ومعتقد نہیں! (تحقیقات ص/8)

(5) انھوں نے تحریر دے دی ہے کہ میں کفری عقائد کو نہیں مانتا ہوں بلکہ میں اسلامی عقائد کو مانتا ہوں، ایسی صورت میں اس لڑکا کو کافر و مرتد نہیں کہا جا سکتا، لہٰذا اس لڑکا سے سنیہ لڑکی کا نکاح بالکل جائز ہے! (تحقیقات ص/9)

انھیں پانچ اقتباسات پر میں اکتفاء کررہاہوں جوفتویٰ مذکور سے ماخوذ ہیں،
اور یہاں وہ لایعنی باتیں جن کا تذکرہ بے سود ہے اور وہ طریقۂ استدلال جو غیر معتدل قوت تفقہ پردال ہے ان سبھوں سے اجتناب کرتے ہوئے انھیں پانچ فرمودات پر غور فرمائیں تو مسئلہ پورا واضح ہو جائے گا مجھے مفتی ذوالفقار صاحب کے علم وفضل کا اعتراف ہے لیکن اس فتویٰ نے کافی حد تک مایوس کیا ممکن ہے کہ دیگر مصروفیات کی وجہ سے جلد بازی میں یہ فتویٰ لکھا گیا ہو جس کی وجہ سے مفتی موصوف کے علم وفضل کو دیکھتے ہوئے پوری امید ہے کہ سنجیدگی میں جب آپ اپنے اس فتویٰ پر غور فرمائیں گے تو یقینا مسئلہ حقہ کو قبول کریں گے اور اصل حکم کی طرف رجوع کرنا وجہ عار نہیں بلکہ اسلاف کی شان رہا۔حضور استاذ الاساتذہ کا وہ قصر ولایت جو شریعت وطریقت کا مجمع البحرین ہے اس عظیم گھر کے پاکیزہ دستور کو دیکھتے ہوئے مجھے پوری امید ہے کہ یہاں کی روحانی وحقانی سیرت حسنہ تک علاقائی بدعقیدگی کی غلاظت کبھی رسائی حاصل نہیں کرسکتی۔

بالترتیب فرمودات پر معروضات

(1) اس میں مفتی صاحب نے کسی کلمہ گو سے کفر صادر ہونے کے باوجود اس کو کفر فقہی قرار دیا اور قائل یا مصدر کفر کی تکفیر سے انکار کیا مزید ارشاد فرمایا کہ علماء اسلام کی کتابوں میں یہ موجود ہے جبکہ اس میں کسی ایک کتاب کا بھی حوالہ نہیں ہے۔قارئین کو شبہ ہوسکتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے خلاف دین امر کا تذکرہ کیا ہے۔کفر کا نہیں۔تو یہاں کفر پر ہی اس کو کیوں محمول کیا گیا جبکہ ہر ناجائز فعل کو خلاف دین کہنا کوئی بے جا نہیں ۔اس پر عرض ہے کہ دین کے خلاف امر اسائت ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی ہے یا حرام ہے،ان چاروں صورتوں کو علماء احناف میں سے کسی نے کفر فقہی کے زمرے میں نہیں رکھا ہے۔جبکہ مفتی صاحب کفر فقہی تسلیم کر رہے ہیں تو یقینا ان کا تبحر علمی اسی کی نشان دہی کر رہا ہے کہ یہاں خلاف دین سے مراد امر کفر ہے،اور اختیاری کفر جس سے صادر ہو تو وہ

کافر ضرور ہوگا، کفر لزومی اور التزامی کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ کفر اختیاری صادر ہو اور قائل یا فاعل کو کافر نہ کہا جائے بلکہ مسلمان ہی کہا جائے؟ حاشا وکلا۔

کفر لزومی یا فقہی اس کفر کا نام ہے جو کسی قول کے معنیٰ صریح سے مترشح ہو چاہے بعینہ یا معنیٔ لزوم کے واسطے سے۔ جبکہ غیر صریح معنیٰ میں متعدد کفر کے احتمالات اور بھی موجود ہیں لیکن معانیٔ بعیدہ میں سے کوئی معنیٰ خلاف کفر بھی موجود ہے تو ایسے قول کے قائل پر فقہاء نے حکم کفر دیا جبکہ متکلمین مراد قائل کے تعین معنیٔ کفر و دیگر شبہات کے ازالہ کے بعد ہی قائل کو کافر کہتے ہیں نہ کہ اس کا مفہوم یہ لیا جائے کہ کفر صادر ہونے کے بعد بھی قائل کو کافر نہیں کہا جائے گا، مفتی صاحب کے اس قول سے متصل پہلا قول بھی ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

''کلمہ گو سے صادر ہونے والے امر میں ننانوے ۹۹ احتمالات بھی کفر کے ہوں اور ایک ہی احتمال اسلام کا ہو تو بھی تکفیر سے احتراز کیا جائے گا۔

(تحقیقات ص ر 5)

یہ بالکل صحیح ہے لیکن اس جملہ کا معنیٰ یہ ہرگز نہیں کہ کفر صادر ہونے کے باوجود قائل کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ اس لئے کہ ان ننانوے میں سے اگر کوئی معنیٰ مراد لیا ہے تو یقیناً وہ کافر ہے اور اگر وہ ایک معنیٰ مراد لیا گیا ہے جو کفر کے علاوہ ہے تو کفر کا صدور ہی نہیں ہوا پھر لزومی والتزامی چہ معنیٰ دارد؟ جبکہ مفتی صاحب جیسے متبحر عالم دین سے یہ مخفی نہیں کہ صرف کفری احتمالات صریحہ یا احتمالات کثیرہ کی وجہ سے **عند المتکلمین** تکفیر کی اجازت نہیں۔ بلکہ احتمال غیر صریح غیر کفری یا احتمال بعید غیر کفری معنیٰ کی وجہ سے متکلمین تکفیر سے احتراز فرماتے ہیں جب تک کہ معنیٔ کفری کا التزام نہ ہو جائے، تو پھر کفر کے صدور کے باوجود مصدر کفر کو کافر نہ کہنا کیا معنیٰ؟ اور جب کہ محل اشتباہ کے تینوں شقوق کلام، تکلم اور متکلم کو تو آپ تسلیم کر رہے ہیں کہ امر صادر کلام ہے اور اس کا صدور تکلم ہے اور کلمہ گو متکلم ہے۔ ممکن ہے کہ امر صادر سے متحمل معنیٔ کفر مراد ہو نہ کہ

صدور کفر تو پھر اس کی یہاں کوئی ضرورت ہی نہیں کہ کلام سابق میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے، تو پھر اس کو تحقیقات کہا جائے یا تلبیسات؟

(2) اس میں معنیٰ اول کا تکرار ہے کہ وہاں دین کے خلاف کسی امر کے صادر ہونے کا لفظ ہے اور یہاں امر سرزد ہونے کا ۔یہاں پر مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"بعض کتابوں میں اس کو صریح قرار دے کر اس شخص کی تکفیر کی گئی ہے"

اس پر عرض ہے کہ کلام میں کفر صریح ہے یا تکلم میں صراحت ہے یا متکلم کی صراحت ہے، یا پھر تینوں میں صراحت موجود ہے؟ اگر یہ صراحت تینوں میں موجود ہے تو پھر حضرت مفتی صاحب کا یہ فرمانا۔

بالکل صحیح ہے کہ ایسوں کی شخصی تکفیر بھی کی جائے گی لیکن وہ دوسرا قول درست نہیں کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"بعض کتابوں میں اسے لزوم بتا کر تکفیر سے اجتناب کیا گیا ہے"

تینوں میں صراحت کے باوجود یہاں قائل کو کافر کیوں نہیں کہا گیا؟ **ھاتو ابرھانکم اِنْ کنتم صادقین** اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر تکفیر کا حکم ہی اٹھ جائے گا، اور اگر کلام میں صراحت ہے لیکن تکلم میں شبہ ہے یا تکلم میں بھی صراحت ہے لیکن متکلم میں شبہ ہے تو یہاں عند الفقہاء تکفیر کی جائے گی جبکہ متکلمین کا مختار اجتناب ہے ۔اور وہ بھی زید، عمرو، بکر کے لئے نہ کہ قائل کے لئے جب تکلم اور متکلم کی صراحت ہو جائے تو شخصی حکم یہاں بھی نافذ کیا جائے گا۔لہٰذا دونوں میں سے ہر ایک کا مفہوم دوسرے سے جدا ہوا نہ۔ کہ دونوں ایک۔

ہمارے حضرت مفتی صاحب نے ایک ہی امر کو کفر صریح بھی قرار دیا اور اسی کو لزوم کفر بھی بتایا تو اس کو تحقیقات کہا جائے یا تلبیسات؟ کیا نفس کفر اور لزوم کفر کا یہی معنیٰ ہے؟

اس بحث کی یہاں کوئی ضرورت نہیں تھی سوال تو صرف یہ ہونا چاہئے تھا کہ جو

اپنے کو دیوبندی کہے اور عقائد دیابنہ کو پوری طرح نہ جانتا ہوایسے کولڑکی دینا یا اس کا نکاح پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ لیکن سائل نے ہمارے ان مخدوم زادے مفتی صاحب قبلہ کو پوری مہارت کے ساتھ اپنی شاطرانہ فنکاری میں الجھایا ہے۔ بہر حال صریح کو لزوم کسی نے نہیں کہا بلکہ صریح ولزوم میں فرق ہے۔ اس پر بالاختصار فتاوائے رضویہ کے دو جملے ملاحظہ فرمائیں جو حقیقت میں دونوں کی تعریف میں ہیں۔----------

(1) "التزامی" یہ کہ ضروریات دین سے کسی شئی کا تصریحاً خلاف کرے یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے۔ (تو پھر صریح کفر صادر ہونے پر بھی قائل کو کافر نہ کہنا کیا معنیٰ؟)

(2) لزوم یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہوتی ہے

(فتاوائے رضویہ ج/6 ص/266)

(یعنی اس قول کو کفر لازم ہے نہ کہ یہ قول عین کفر ہے) عندالفقہاء قائل کی تکفیر ہوگی جبکہ متکلمین کا مذہب مختار اس سے اجتناب ہے، کفر صریح کو کس کتاب میں لزوم کفر کہا گیا مفتی صاحب حوالہ پیش کریں؟ اب اگر کوئی اپنے کو دیوبندی کہے اور مسکناً وہ دیوبندی نہیں تو اس کا یہ قول اعتقاداً دیوبندی ہونے پر دال ہے اور یہ قول ہی منجر بکفر ہے کہ کفری اعتقاد کے معتقد کو وہ قابل امامت یا کم از کم مسلمان مانتا یا پھر اہل سنت کو برا مانتا ہوگا، تو یہاں لزوم کفر سے انحراف کیوں کر متصور ہوگا اور فقہائے کرام کے نزدیک یہ کافر ہے پھر عندالفقہاء جو کافر ہو اس کے ساتھ تزوج کو جائز قرار دینا عوام اہل سنت کو دھوکا دینا نہ ہوا تو اور کیا کہلائے گا؟

ورنہ یہاں فقہاء کرام کے صریح نص کی ضرورت ہے کہ لزوم کفر کے مرتکب سے نکاح جائز ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ غور فرمائیں کیا یہ آپ کے قلم افتاء کی عظیم خطا نہیں؟ بے شک ہے اور پھر یہ عظیم خطا عندالمناظرین بے شک عظیم مغالطہ ہے تو اس عظیم مغالطہ کے باوجود اس کو تحقیقات کا نام دیا جائے یا تلبیسات کا؟

(3) اسمٰعیل دہلوی کا مسئلہ یہاں پیش کیا گیا۔----------------

مفتی صاحب قبلہ بیان فرمائیں کہ یہاں شخصی تکفیر کے عوامل کیا رہے؟

پھر لزوم کفر کی وجہ سے آپ اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر نہیں کرتے ہیں اور اس باب میں امام اہل سنت کا اتباع کر رہے ہیں تو کیا ایسے عالم سے نکاح جائز ہے جو اسمٰعیل دہلوی کی طرح ہو؟ اگر ہے تو فقہ کا جزئیہ پیش کریں اور اگر نہیں تو پھر اپنے علاقہ میں کیوں جائز قرار دیا جا رہا ہے اس کی وضاحت کریں جبکہ مفتی صاحب قبلہ کے نزدیک لزوم کفر یہاں بھی ہے اور وہاں بھی۔ تو کیا محض عوام میں سے ہونا جواز کے لئے دلیل ہے اور یہی تحقیقات ہے تو پھر تلبیسات کیا ہوگا؟

(4) ہمارے علاقہ کے عوام جو اپنے آپ کو وہابی، دیو بندی کہلاتے ہیں حالانکہ وہ اقوال کفریہ کے قائل و معتقد نہیں۔

جہاں تک میں نے اس علاقہ کو دیکھا تھا وہاں کے عوام اس طرح کے نہیں ہیں۔ رام گنج میں وہابیوں سے وہاں کے علماء برسر پیکار ہیں جس کی وجہ سے حضرت مولانا کلیم الدین صاحب اشرفی کی ایک بار وہابیوں سے لڑائی بھی ہو چکی ہے اور انھوں نے اسی وہابیت کی وجہ سے اپنی سگی پھپھی کو چھوڑ دیا ہے یہاں تک کہ شادی اور غمی میں بھی رابطہ نہیں رہتا۔ جیسا کہ خود انھوں نے مجھے بتایا ڈیمٹھی کے پاس دیو بندیوں نے مجھے قبر پوجا کہتے ہوئے گھیر لیا تھا، دوران طالب علمی میں میں نے چنامنا میں دیکھا کہ حضور استاذ الاساتذہ علیہ الرحمہ طلبہ کو وہاں کے دیو بندیوں کے یہاں نہیں بھیجتے تھے جو مدرسے کے مشرق میں تھے اور نہ وہاں سے کسی کا کھانا آتا تھا، آج تقریباً پندرہ سولہ سال پہلے جھاڑ باڑی کے ایک تقریری پروگرام میں حضرت مفتی صاحب قبلہ بھی جلوہ فرما تھے جس میں یہ فقیر راقم حروف بھی موجود تھا، آپ نے دیو بندیوں کے خلاف وہاں پر بڑی اچھی تقریر کی تھی، موضوع دیو بندی تھا نہ کہ دیو بندی عالم؟

مجھے پوری امید ہے کہ حضرت نے کسی مصروفیت کی وجہ سے جلد بازی میں یہ فتویٰ تحریر فرمایا ہوگا اور مستفتی یا ناشر نے شاید اس کا نام التحقیقات لدفع التلبیسات رکھ دیا ہے۔ علم غیب کے مسئلہ پر عوام دیو بندیوں سے بار بار میرا سابقہ ہوا، عقیدہ بالکل اشرف علی تھانوی کی طرح تھا جبکہ غیب غین سے ہے یا

گاف سے اسے کوئی خبر نہیں مجھے امید ہے کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ اپنے اس فتویٰ کی خود اصلاح فرمائینگے یا اپنے علاقہ کی حد بندی کر دینگے تا کہ اس علاقہ میں اس فتویٰ کے بارے میں وہاں کے علماء جانیں جبکہ ہمارے علاقہ میں یہ ہرگز قابل عمل نہیں پھر اس علاقہ میں وہاں کے علماء اگر چاہیں تو اس کا نام یہی ''تحقیقات'' ہوسکتا ہے کہ نئی اصطلاح بنانے پر سب آزاد ہیں اور ہمارے علاقہ میں تلبیسات ہی کہا جائے گا کہ ہم اسلاف کے مقلد ہیں۔

(5) اس میں حضرت مفتی صاحب قبلہ کی وہ دلیل ملاحظہ فرمائیں جس سے اس لڑکے کا اسلام ثابت کیا گیا ہے آپ تحریر فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انھوں نے تحریر دے دی ہے کہ میں کفری عقائد کو نہیں مانتا ہوں بلکہ میں اسلامی عقائد کو مانتا ہوں ایسی صورت میں اس لڑکا کو کافر و مرتد نہیں کہا جا سکتا لہٰذا اس لڑکا سے سنیہ لڑکی کا نکاح بالکل جائز ہے۔ (تحقیات ص ر 8)

یعنی جو اپنے کو دیو بندی کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ میں عقائد کفریہ نہیں مانتا ہوں بلکہ میں اسلامی عقائد کو مانتا ہوں۔ الخ

کیا اس دلیل کو ہمارے مفتی صاحب قبلہ کی سادگی پر محمول کر دیا جائے یا پھر یہ کہا جائے کہ مفتی صاحب قبلہ نے کسی دباؤ میں تحریر فرمایا ہے۔ کیا ابتداء اسلام سے اب تک کوئی بھی ایسا کلمہ گو فرقہ وجود میں آیا؟ جو یہ دعویٰ کرے کہ ہم کفری عقائد کے ماننے والے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن لوگوں سے زکوٰۃ کے مسئلہ پر جنگ کی وہ لوگ بھی اپنے کو کفری عقائد کے ماننے والے نہیں کہتے تھے۔

مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے پانچ ہزار نام کے جید صلحاء کو دجلہ کے کنارے تہہ تیغ کیا وہ تو اپنے کو اتنے بڑے مؤمن کہتے تھے کہ ان کی نظر میں مولیٰ علی بھی (معاذ اللہ) مسلمان نہیں تھے۔ کیا اشرف علی تھانوی نے کبھی کہا کہ میں کفری عقائد کو مانتا ہوں؟

یہ تحریر بتارہی ہے کہ وہ عقیدۂ دیو بندی تھا ورنہ وہ صاف لکھتا کہ میں دیو بندیوں کا عقیدہ نہیں مانتا ہوں اور علم نبوت کی توہین کی وجہ سے اشرف علی تھانوی کو کافر ومرتد مانتا ہوں اور میرا عقیدہ وہی ہے جو اس علاقہ میں حضور استاذ الاساتذہ علیہ الرحمہ کا عقیدہ تھا۔کوئی دیو بندی صرف اتنا کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں تو کیا جواز نکاح کے لئے یہی کافی ہے؟ حضرت مفتی صاحب قبلہ کے علم وفضل سے میں واقف ہوں ان سے اتنی بڑی لغزش کیسے ہوئی؟

میرے ہاتھ میں موجود فتویٰ انھیں کی طرف منسوب ہے جس نے مجھے انگشت بدندان کر دیا اس کے باوجود اگر اس کو تحقیقات کہا جائے تو پھر تلبیسات کا مفہوم کیا ہوگا؟

عوام دیو بندیوں سے رشتہ جائز ہے اس پر مفتی صاحب قبلہ نے بطور دلیل حضور بحر العلوم صاحب قبلہ کا جو فتویٰ نقل فرمایا ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔۔۔

فتاوائے بحر العلوم ج/4 ص/345 میں تحریر فرماتے ہیں جو لوگ اس حد کفر کو نہ پہونچے ہوں صرف معاصی وسرکشی میں مبتلاء ہوں ان سے معاملات دنیاداری منع نہیں بدرجۂ مجبوری ان سے رشتہ ناطہ بھی جائز ہے۔(تحقیقات ص8)

دوسری دلیل: اسی کتاب کے صفحہ 312 میں ہے اگر کوئی بدعقیدہ وہابی اپنے برے عقیدے سے توبہ کرتا ہے اور اپنے سنّی ہونے کا اعلان کرتا ہے تو سنّیہ کا نکاح اس کے ساتھ پڑھانا جائز ہوگا۔(تحقیقات ص8)

بظاہر ان دونوں فتوؤں میں تعارض ہے کہ اس میں فتاوائے بحر العلوم کے دو حوالے موجود ہیں پہلے میں وہابی دیو بندیوں کا کوئی تذکرہ نہیں جبکہ دوسرے میں وہابی کے بارے میں بیان ہے۔اسی لئے دوسری عبارت میں حضور بحر العلوم نے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ۔۔۔۔۔۔"اگر کوئی بدعقیدہ وہابی اپنے برے عقیدے سے توبہ کرتا ہے اور اپنے کو سنّی ہونے کا اعلان کرتا ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو اس کے لئے یہی حکم ہے جو آپ نے بیان کیا اور

یہاں تولڑکے کے سامنے ابھی تک نہ ہی دیوبندیوں کے وہ گندے عقائد رکھے گئے جن کی وجہ سے علماء عرب وعجم نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور نہ ہی اس کی توبہ کا کوئی تذکرہ ہے اور نہ ہی دیوبندیوں کے مقابلے میں یہاں سنّی ہونے کا اعلان ہے اس کے برعکس وہ ابھی بھی اپنے کو دیوبندی ہی کہلاتا ہے۔ تو پھر فتاوائے بحر العلوم کی اس عبارت سے مسئول عنہ دیوبندی کے نکاح کے جواز پر استدلال کرنا سلیم الطبع ذہن وفکر سے بالاتر ہے۔

رہی بات پہلی عبارت کی جس میں حضور بحر العلوم نے فرمایا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔" ان سے معاملات دنیاداری منع نہیں بدرجۂ مجبوری ان سے رشتہ ناطہ بھی جائز ہے"

اور بدعقیدگی سے توبہ کا اس میں کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ یقینا باوقار علماء اہل سنت اس عبارت سے حیرت زدہ رہ گئے ہونگے کہ یہاں تو بدرجۂ مجبوری ان سے رشتہ ناطہ کو جائز قرار دیا گیا ہے نہ برے عقائد کا بیان ہوا نہ ہی توبہ کا کوئی تذکرہ آیا۔

یہی حکم تو فاضل جلیل مفتی ذوالفقار صاحب نے بھی دیا ہے۔ تو پھر مفتی صاحب کے فتویٰ کو ہی تنقید کا نشانہ کیوں بنایا جائے جبکہ بحر العلوم نے بھی یہی فرمایا جسے مفتی صاحب نے دلیل میں پیش کیا۔

افسوس صد افسوس اس سینہ زوری پر کہ حضور بحر العلوم کی بے غبار عبارت سے کیسی نازیبا پیوندکاری کی جارہی ہے پھر اسی کو تحقیق کا نام دے کر حق وصداقت کے سینہ میں تلبیس کا زہر آلود خنجر کس طرح پیوست کیا جارہا ہے۔ سسکتی ہوئی عدالت کہہ رہی ہوگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔الامان۔۔۔۔۔۔۔والحفیظ۔۔۔۔۔۔۔۔

حضرت مفتی صاحب کی دیوبندیوں سے یہ عظیم رواداری اور فراخ دلی کے مقابلے میں حضور بحر العلوم کی صاف گوئی سے علماء ناآشنا نہیں ہیں۔

آپ فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

" کچھ موقع پرست علماء طرح طرح کی تاویلوں سے اپنی کوتاہیوں کو دین

بنانا چاہتے ہیں اور مختلف بہانوں سے اختلاط ناروا کے جواز کی دلیل سوچتے رہتے ہیں۔
(فتاوائے بحر العلوم ج/4 ص/330)
حضور بحر العلوم نے کتنی بڑی تنبیہ فرمائی کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

''اپنی کوتاہیوں کو دین بنانا چاہتے ہیں''

حضور بحر العلوم کا یہ جملہ بحری معدنیات کے مخزن سے بھی زیادہ قیمتی ہے کہ کوتاہیاں در اصل اس عالم کی ہوتی ہیں پھران کوتاہیوں کے جواز کی دلیلیں تلاش کی جاتی ہیں حضور بحر العلوم کا یہ جملہ خود ایک کتاب ہے مزید اس پر تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ جواز کے قائلین اس آئینہ میں اپنا چہرہ صاف دیکھ سکتے ہیں کہ کہیں دیو بندیوں سے رشتہ داری تو نہیں ہے؟

اب رہی بات کہ پہلے جملہ سے اس کا تعارض ہے کہ پہلی عبارت میں توبہ کا تذکرہ نہیں اور دوسری میں توبہ شرط ہے آخر کیوں؟

تو اس سلسلہ میں کسی بھی ہوشمند سے یہ مخفی نہیں۔ جس میں بدرجۂ مجبوری رشتہ کو جائز قرار دیا گیا وہ کن لوگوں سے متعلق ہے۔ مفتی صاحب قبلہ نے جسے اپنے حکم جواز کی دلیل بنایا۔ اس جملہ کو حضرت بحر العلوم نے اپنے جس فتویٰ میں تحریر فرمایا ہے اس کے سوال پر پہلی نظر سے ہی سارے اشکالات دور ہو جاتے ہیں۔ جس کے کچھ الفاظ یوں ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

'' ہمارے یہاں کے مسلمانوں کا شریعت کے خلاف بکواس کرنا اور شریعت کے بالمقابل ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑا رہنا علماء اہل سنت بالخصوص بریلویوں کی خوب خوب مخالفت کرنا ،وہابی، دیو بندیوں سے میل جول رکھنا ۔الخ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسی سوال کا وہ جواب ہے جو فتویٰ مذکور میں بطور دلیل موجود ہے اور فتاوائے بحر العلوم ج/4 ص/345 کے حوالے سے موجود ہے۔

کچھ ضروری نکات

"(1) مسلمان عوام کا یہ طریقہ ہے

"(2) ضد اور ہٹ دھرمی

"(3) علاقائی علماء اہل سنت کی مخالفت

"(4) وہابی دیوبندیوں سے میل جول

سوال سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ دیوبندی وہابی نہیں تھے اور نہ ہی اپنے کو دیوبندی کہتے تھے اور نہ ہی علاقہ کے لوگ انھیں دیوبندی، وہابی جانتے تھے، کچھ باتوں میں علاقائی علماء کی مخالفت ان کی شرارت تھی دیوبندی تو نہیں مگر دیوبندیوں سے میل جول رکھتے تھے۔ جیسے آج کے کچھ سنّی عوام بلکہ بعض علماء بھی نظر آرہے ہیں۔ لہٰذا یہ لوگ اہل سنت میں سے تھے اگر چہ ان کی حرکتیں مذموم تھیں، بعض شرارتیں حد کفر تک بھی پہونچ سکتی ہیں اس لئے حضرت بحر العلوم نے فرمایا کہ

"جو لوگ اس حد کفر کو نہ پہونچے ہوں صرف معاصی وسرکشی میں مبتلاء ہوں ان سے معاملات دنیاداری منع نہیں بدرجۂ مجبوری ان سے رشتہ ناطہ بھی جائز ہے"

(تحقیقات ص8)

کہ یہ لوگ سنّی ہیں اور علی العموم اہل سنت پر اسلام کا حکم ہوگا گر چہ شخصی تحقیق میں کوئی خارج اہل سنت نظر آئے ممکن ہے کہ معاذ اللہ کوئی کفر کا مرتکب نظر آئے پھر بھی جس آبادی کا حصہ یہ آدمی بھی ہے وہ آبادی سنّیوں کی ہے تو کہا جائے گا کہ یہاں کے لوگ سنّی صحیح العقیدہ ہیں لہٰذا سوال میں مذکور لوگ گر چہ بدکردار ہیں، بدگفتار ہیں ایسے لوگوں سے بدرجہ مجبوری رشتہ ناطہ بھی جائز ہے۔

حضرت بحر العلوم کے اس مبارک فتویٰ سے دیوبندی عوام سے نکاح کے جواز پر استدلال کہیں ایسا تو نہیں جس کی نشان دہی حضور بحر العلوم نے خود فرمائی ہو کہ ـــــ "کچھ موقع پرست علماء طرح طرح کی تاویلوں سے اپنی کوتاہیوں کو دین

بنانا چاہتے ہیں اور مختلف بہانوں سے اختلاط ناروا کے جواز کی دلیل سوچتے رہتے ہیں۔
(فتاوائے بحر العلوم ج/4ص/330)

جس طرح سنّیوں میں اصل ایمان ہے یعنی کسی سنّی آدمی کو معاذ اللہ کافر کہنے کے لئے دلیل خارجی کی ضرورت ہے کہ فلاں سنّی سے کب کفر صادر ہوا یا کیسے کفر ہوا بعد تحقیق ہی کفر کا فتویٰ دیا جائے گا، اس کے مقابلہ میں دیوبندیوں میں کفر اصل ہے فرقۂ دیوبندی کو کافر مرتد کہنے کے لئے مزید دلیل خارجی کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے اسلام کے لئے دلیل خارجی کی ضرورت ہے کہ عقیدۂ کفریہ دیوبندیہ سے اس نے کب توبہ کی اور اہل سنت میں کیسے داخل ہوا؟ اس لئے حضور بحر العلوم نے وہابیوں سے نکاح کے جواز کو ان کی بدعقیدگی سے توبہ وتجدید ایمان پر موقوف قرار دیا جبکہ سرکشوں کے لئے حکم دوسرا بیان فرمایا لہٰذا ایک فتویٰ کا دوسرے فتویٰ سے کوئی تعارض نہیں۔ اس لئے کہ دیوبندیت کی بنیاد کفر پر ہے جبکہ اہل سنت کے سینے ایمان کی جلوہ گاہ ہیں۔

عرض ہے کہ حضور بحر العلوم کی عبارت کو اپنی کوتاہیوں کے جواز پر دلیل نہ بنایا جائے تو بہتر رہے گا کہ دیوبندیوں پر علی العموم کفر وارتداد کا حکم ہے جب علی العموم ان پر کفر کا حکم ہے تو علی العموم ان سے سنّیوں کے نکاح کا حکم ناجائز وحرمت پر ہی ہوگا۔

تبصــــرہ کا ماحصل

حضرت علامہ ومولانا مفتی ذوالفقار احمد صاحب اشرفی کے اس فتویٰ کو کچھ علاقائی احباب نے شیخ العلماء والفضلاء حضرت علامہ ومولانا والمفتی والحاج محمد صالح صاحب نوری مدظلہ النورانی کی خدمت مبارکہ میں پیش کیا، حضور والا نے مسئلہ کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے اس طرف بھی توجہ فرمائی اور اپنے مصروف ترین اوقات میں سے کچھ لمحات اس کے لئے بھی عطا فرمائے۔ اور اپنی نورانی تحریر کو آپ نے تبصرہ کا نام دیا گرچہ آپ کا یہ تبصرہ چھ صفحات پر مشتمل ہے لیکن ان چھ صفحات میں اہل بصیرت کو متعدد

فقہی علمی دریا نظر آرہے ہیں، ایک ایک لفظ ستاروں کی طرح تابناک ہے جن کی ضیا باری میں دارالافتاء کے کسی بھی ذمہ دار قلم کو اپنی ذمہ داری کا بھرپور احساس ہوتا ہے۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے چونکہ اپنے حکم جواز پر زیادہ تر فتاوائے رضویہ سے استدلال کیا ہے جس کی وجہ سے حضرت شیخ العلماء نے بھی اپنے اس تبصرہ میں اسی کو ماخذ بنایا ہے کہ دیگر کتب فقہ سے طوالت کا اندیشہ تھا اس تبصرہ کی پوری عبارت کو بغور دیکھنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ یہ تبصرہ ہی نہیں بلکہ یہ تو کسی بھی تاریک رات میں صحرائی مسافروں کے لئے بے حجاب بدر منیر سے بھی زیادہ رہنمائی کررہا ہے۔

اس کی ایک دوسری خوبی بھی کس قدر عظیم ہے کہ حضور والا نے جہاں بھی مفتی صاحب کا نام لیا ہے وہاں قلم کی پاکیزگی لطافت وشائستگی سے لبریز نظر آتی ہے اور باوقار الفاظ کو آپ نے یوں استعمال فرمایا کہ مقابل کو فریق سے زیادہ قریب کا احساس ہوتا ہے اور مجھے امید ہے کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ خود بھی اپنی اس ذمہ داری کو محسوس کررہے ہونگے جو اس عظیم کاشانۂ ولایت نے انھیں عطا فرمائی ہے۔ جو اپنے وقت میں بہار وبنگال کے اس قطب زماں کی قیام گاہ تھا جس کے فیضان کرم سے نہ جانے کتنے ذرات ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ آج بھی علاقہ میں اس بابرکت مکان کو لوگ اسی احترام اور وقار کی نظروں سے دیکھ رہے ہیں جس طرح کل دیکھ رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی مسائل شرع کے بارے

میں ہمیں علم وفضل کے اس میکدہ سے شراب عدالت کی وہی امیدیں وابستہ ہیں جو کل تھیں اور انشاء اللہ تا قیامت آنے والی نسل میں بھی اس کا سرور باقی رہےگا۔

حضور شیخ العلماء کا اس فتویٰ پر جو تبصرہ ہے اس کے ابتدائی کچھ کلمات سے ہی آپ کے تحمل وتدبر کے ساتھ مسائل شرعیہ میں آپ کی ژرف نگاہی کا بھی مکمل اظہار ہو رہا ہے ملاحظہ ہوں تبصرہ کے ابتدائی جملے۔

اس وقت ایک مسئلہ مُناکحت (حلت وحرمت) سے متعلق ایک استفتاء کا جواب میرے سامنے ہے جو بہت دن ہوئے میرے پاس برائے تصویب بعض مقامی

احباب واصحاب نے دستی بھیجا تھا کہ اس پر میں اپنی رائے کا اظہار کروں۔مگر میں نے سرسری نظر ڈالتے ہی مصلحۃً بغیر کچھ لکھے بیرنگ واپس کر دیا تھا اور فرستادہ کو زبانی بتادیا تھا کہ اس استفتاء کا یہ جواب سقیم ہے تصویب کے لائق نہیں کہ کتب فقہ(خاص کر فتاوائے رضویہ) کے خلاف ہے۔(تبصرہ ص ر 1)

یہ ہیں حضور شیخ العلماء کے وہ فکر انگیز کلمات جن کی معنوی بلندی تک علماء کرام بخوبی پرواز کر سکتے ہیں کہ الفاظ کی سادگی میں ملت کا کیسا درد پنہاں ہے۔اور مسائل جزئیہ میں بھی اگر کسی نے خلاف مذہب جواب دیا اور کسی دوسرے مفتی نے اگر اس کی تائیدنہیں کی یا بمطابق مذہب دوسرا حکم تحریر فرمایا تو اسے دور حاضر میں کبھی اپنا مخالف تصور کیا جارہا ہے۔یہ اختلاف بسااوقات اس قدر بھیانک شکل اختیار کر لیتا ہے کہ ملۃٌ واحدۃ کے معنیٰ میں بھی خاردار شاخوں کی تصویر نظر آتی ہے۔ہمارے مسلک کو جس کی وجہ سے کافی دشواریوں کا سامنا ہے اور یہ سب ہوسات نفسانیہ کی آئینہ دار ہیں۔

کاش اپنے اسلاف کے نقش پا کو ہم سنگ میل تصور کرتے تو ہم سب کی منزل ایک ہوتی۔تقریر میں بھی،تحریر میں بھی،تصنیف میں بھی اور افتاء میں بھی۔گرچہ آج تحقیق کا دروازہ مسدود نہیں ہے لیکن وہ تحقیق جو اسلاف کے خلاف ہو ضرور مردود قرار پائے گی۔کہ ہمارے اسلاف ہم سے درجوں بہتر تھے۔بہرحال اختلاف کے ان اندیشوں ہی کی وجہ سے حضور شیخ العلماء نے اس فتویٰ کو پہلے واپس کر دیا ہوگا

یہ تو آپ نے بیان کر ہی دیا تھا کہ یہ فتویٰ لائق تصویب نہیں بلکہ فقہائے کرام کے خلاف ہے لہٰذا قابل تردید ہے۔دوسری بار جب احباب نے تحریری رائے کا مطالبہ کیا اور اس پر اصرار کرتے رہے تو آپ نے اس فتویٰ کا کچھ مواخذہ فرمایا اور صحیح مسئلہ کا اظہار فرمایا جس سے مفتی صاحب قبلہ کے سارے استدلال بے جان ہو کے رہ گئے،یہ آپ کی اعلیٰ ظرفی ہی ہے کہ حلت وحرمت میں اصلاح فرمارہے ہیں اس کے باوجود اپنی اس نورانی تحریر کا نام تحقیق،تردید،یا اصلاح کی جگہ تبصرہ تجویز فرماتے ہیں جو

دور حاضر کے جدید محققین کے لئے درس عبرت ہے۔یوں تو حضور شیخ العلماء کے اس تبصرہ میں سارے الفاظ مبارکہ درِ غرر کی طرح ضیاء بار ہیں۔اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں لیکن ان میں سے صرف چند الفاظ کو میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ویسے ناظرین کو چاہئے کہ تبصرے کی پوری عبارت ضرور پڑھیں اور غور کریں۔

مناسب رہے گا کہ پہلے حضرت مفتی ذوالفقار صاحب کی تحریر بغور ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صورت مسئولہ میں مذکورہ لڑکا اگر چہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلاتا ہے صرف دیوبندی کہلانے سے ہی کافر نہیں ہوجاتا پھر یہ کہ وہ لڑکا عقائد کفریہ کو نہیں مانتا ہے پھر انھوں نے تحریر دے دی ہے کہ میں کفری عقائد کو نہیں مانتا ہوں بلکہ اسلامی عقائد کو مانتا ہوں۔الخ (تحقیقات ص ر 9)

قابل غور باتیں

(1) لڑکا خود کہتا ہے کہ میں دیوبندی ہوں

(2) اپنے کو دیوبندی کہلانے سے کافر نہیں ہوجاتا

(3) لڑکا نے عقائد کفریہ سے انکار کیا

(4) اسلامی عقائد ماننے کی تحریر بھی دے دی

لہٰذا یہ بہت بڑا سنّی صحیح العقیدہ مسلمان ہے۔

قادیانی، دیوبندی، وہابی، ودیگر مذاہب باطلہ میں سے ہر ایک کہے گا۔ کہ میں اسلامی عقیدہ کو مانتا ہوں ۔نہ کہ کفری عقیدہ کو۔اشرف علی تھانوی نے بھی کبھی نہیں کہا کہ میں کفری عقیدہ کو مانتا ہوں بلکہ وہ اپنے کفری عقیدہ کو ہی اسلامی عقیدہ بتا رہا تھا تو ایسی تحریر تو وہ بھی دے دے گا۔تو پھر ایک قابل قدر دارالافتاء کے ذمہ دار مفتی کو زیبا نہیں کہ ایسی باتوں کو اسلام کے ثبوت پر بطور دلیل پیش کرے۔

’’اس پر حضور شیخ العلماء کے ناصحانہ کلمات‘‘

کاش مفتی صاحب قبلہ اس رشتہ محرام کے در پئے لوگوں سے یہ بھی کہہ دیتے کہ

بھائیو! غور کرو۔ سنجیدگی سے سوچو! جب وہ شخص ایک طرف تو دیوبندیوں کے کفری عقیدوں کی اپنے سے نفی کرتا ہے نہ ماننے کا جتاوا جتاتا ہے اور دوسری طرف بالفعل (ابھی بھی) بدستور دیوبندی کہلاتا ہے تو اس کی یہ متضاد رفتار و گفتار چہ معنیٰ دارد؟

(تبصرہ ص ر 4)

جب سے مرتدین کا یہ فرقہ دیابنہ وجود میں آیا ہے علماء اہلسنت کا بالاتفاق فتویٰ ہے کہ اپنے کو دیوبندی کہنا دیوبندی ہونا ہے۔ لہٰذا علی العموم کفر وارتداد کے گروہ میں یہ بھی شامل ہے حضور شیخ العلماء نے اور جو فرمایا اس کا ماحصل کچھ اس طرح ہے کہ نہ یہ دیوبند کا رہنے والا ہے نہ یہ کسی برادری کا نام ہے اور نہ ہی اس نام سے روئے زمین پر کوئی قبیلہ آباد ہے تو پھر دیوبند کی طرف ظاہراً اس کی نسبت صرف اور صرف عقائد باطلہ سے ہی ہو سکتی ہے اور یہی لزوم کفر ہے۔ اب لزوم کفر کے لئے مزید دلیل خارجی کی حاجت نہیں لہٰذا کفر وارتداد کے لزومی حکم میں یہ گرفتار ہو چکا ہے۔ اور لزوم کفر کے مرتکب پر بھی فقہائے کرام حکم کفر دیتے ہیں۔ جبکہ کفر مزیل نکاح ہے نہ کہ مبدع نکاح۔ لہٰذا مفتی صاحب قبلہ کو چاہئے تھا کہ عظیم فقہائے کرام کا اتباع کرتے نہ کہ ان سے مخالفت میں اپنی تحقیق پیش کرتے۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ اچھی طرح سے باخبر ہیں کہ استفتاء میں مذکور مسئول عنہ لڑکا پر گرچہ التزام کفر کا ابھی تک ثبوت نہیں لیکن لزوم کفر سے وہ خالی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فتویٰ میں حضرت مفتی صاحب قبلہ نے بار بار التزام کفر کا انکار کیا ہے نہ کہ لزوم کفر کا۔

اب مفتی صاحب کی ذمہ داری یہ تھی کہ لزوم کفر کے باوجود اگر عند الفقہاء جواز نکاح کا حکم دیا جاتا ہے تو انھیں اپنے اس دعویٰ پر کتب فقہ سے جزئیہ نقل کرنا چاہئے تھا جس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی بالفرض اگر توجہ بھی ہوتی تو بھی ہاتھ میں کچھ نہ آتا بلکہ اس میں بھی

ناکامی ہوتی۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے التزام کفر سے انکار کر کے اسے سنّی صحیح العقیدہ مان لیا اور جواز نکاح کا فتویٰ صادر فرما دیا جو انکے علمی تبحر کی شان کے خلاف ہے مجھے پوری امید ہے کہ حضور شیخ العلماء کے رقت انگیز ناصحانہ کلمات پر حضرت مفتی صاحب قبلہ غور فرمائیں گے اور نیابت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم ذمہ داری کا احساس کریں گے، یوں ہی علاقائی مسلمانوں کا حال زار انکی نگاہوں میں ہے مزید ناروا اختلاف سے یہ بد سے بدتر ہوتا جائے گا۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے جو فتویٰ اس مسئلہ پر تحریر فرمایا اس پورے فتویٰ کو نقل کرنے کی یہاں کوئی ضرورت ہے نہ اس کی کوئی گنجائش اس کے باوجود اس مسئلہ سے روگردانی بھی مناسب نہیں بلکہ علاقائی مسلمانوں کے معاملات پیش نظر ہیں۔

سی پی ایم، آئی سی، ٹی ایم سی کے اختلافات نے مسلمانوں کو کافی کمزور کر دیا ہے اس کے باوجود تینوں سیاسی پارٹیوں سے منسلک مسلمانان اہل سنت کے نظریے اور علماء کے فتاوے میں اتحاد کی وجہ سے دیوبندیہ، وہابیہ سے متعلق سارے ذمہ داران اہل سنت ایک جیسے متنفر رہے لیکن نئی تحقیقات سے ایک نئے نظریہ کی بنیاد پڑے گی۔ جس کی وجہ سے ان لوگوں کو تقویت ملے گی جو اتحاد اہلسنت کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش میں ہیں اور اس سلسلہ میں متعدد اذہان بھی برسرپیکار ہیں۔ اس لئے مزید حضرت مفتی صاحب سے عرض کرونگا کہ خدارا حضور استاذ الاساتذہ کے اس حسین چمن کو بدعقیدگی کی بادسموم کے زہریلے جھونکوں سے بچایئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

المختصر حضرت مفتی صاحب قبلہ کے آخری الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

’’ایسی صورت میں اس لڑکا کو کافر و مرتد نہیں کہا جا سکتا لہٰذا اس لڑکا سے سنّیہ لڑکی کا نکاح بالکل جائز ہے۔ (تحقیقات ص ر 9)

یعنی جب اس لڑکے نے یہ تحریر دے دی ہے کہ میں کفری عقائد کو نہیں مانتا ہوں بلکہ میں اسلامی عقائد کو مانتا ہوں۔ ایسی صورت میں اس لڑکے کا نکاح سنیہ لڑکی

سے بالکل جائز ہے۔

اس عبارت نے مجھے کافی تشویش میں مبتلاء کر دیا ہے اور مجھے اس کی نسبت پر یقین ہی نہیں آتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کی یہ تحریر ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ آپ اس مقدس گھر کی یادگار ہیں علاقائی سنیت جس گھر کی امانت ہے ۔ نوکٹھا کوسیاری کے اس شہرۂ آفاق مناظرہ جس میں دیوبندیوں اور وہابیوں کو کافی ذلت ورسوائی کا سامنا کرنے پر مجبور ہونا پڑا تھا۔ اس میں سنیت کے علمبردار اسی گھر کے پروردہ تھے ۔ تو پھر کیسے تسلیم کیا جائے کہ ایسے خرافات بھی کبھی اس کاشانۂ رفعت سے نکل سکتے ہیں ۔ کیا کسی نے اس لڑکے کو کافر ومرتد کہا؟ کیا جواز نکاح کے لئے التزام کفر کی نفی ہی کافی ہے؟ اگر نہیں ۔ تو پھر یہ لڑکا تو مشکوک ہی نہیں بلکہ مظنون بھی نظر آرہا ہے اور کفر لزومی سے آزاد ہی نہیں۔

آج قادیانی بھی کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ اسلامی عقیدہ ہے، ہم کفری عقائد کو نہیں مانتے ہیں ۔ رافضی کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ اسلامی عقیدہ ہے ہم کفری عقائد کو نہیں مانتے ہیں ۔ وہابی کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ اسلامی عقیدہ ہے، ہم کفری عقائد کو نہیں مانتے ہیں ۔ دیوبندی کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ اسلامی عقیدہ ہے ہم کفری عقائد کو نہیں مانتے ہیں۔

اسی طرح اس لڑکے نے بھی یہی کہا کہ میں کفری عقائد کو نہیں مانتا ہوں بلکہ میں اسلامی عقائد کو مانتا ہوں۔

جب اس کے ساتھ نکاح جائز ہے تو کیا اوپر کے چاروں فرقوں کے بارے میں بھی آپ کا فتویٰ بدل چکا ہے؟

دیوبندیوں کے بارے میں تو یہ آپ کی تحقیق ہے باقی تین کے بارے میں حضور والا کا کیا فرمان جاری ہوگا؟ اگر یہاں جواب اثبات میں ہے تو وہاں نفی کی وجہ کیا ہوگی؟

ایسا تو نہیں کہ کسی نے اپنی کوتاہیوں کو دین بنانے کی کوشش کی ہو اور حضرت مفتی صاحب قبلہ کی طرف اس کو منسوب کر دیا ہو۔

کہ یہ طریقۂ استدلال اس عظیم گھر کے شایان شان ہر گز نہیں ہے۔اس کی جگہ لڑکے کو یہ لکھنا چاہیے تھا کہ جب دیوبندیوں کا عقیدہ اس قدر گندہ ہے، تو میں دیوبندیت سے توبہ کرتا ہوں۔اور ایسے عقیدہ والوں کو کافر کہتا ہوں۔اور پڑھتا ہوں **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ ہی آغوش اہل سنت میں پناہ لیتا ہوں۔

نہ کہ وہ مبہم عبارت جو لڑکے نے تحریر دی۔

پھر التزام کفر کی نفی ہی اگر جواز نکاح کے لئے کافی ہو تو معتزلہ، جبریہ، قدریہ جیسے فرقہائے باطلہ کے بارے میں حضرت کا کیا فتویٰ ہوگا؟ بیان فرمائیں---------جب کہ ان لوگوں پر بھی التزام کفر کا حکم نہیں۔

اس بارے میں حضرت مفتی صاحب قبلہ سے کچھ بات مخفی نہیں ہے۔**الحمد للہ** مفتی صاحب نے بھی بار بار اس فتویٰ کی تصدیق فرمائی ہے جس پر علماء عرب و عجم نے نام بنام طواغیت اربعہ کو کافر و مرتد اور بے دین تحریر فرمایا ہے، اور جگہ جگہ سیدنا اعلیٰ حضرت کی کتابوں کے حوالہ جات موجود ہیں جیسا کہ ایک صدی تک کے مفتیان اہل سنت کا دستور رہا ہے۔لیکن افہام و تفہیم میں اختلاف ہو سکتا ہے۔اور بعد وضاحت حق کو تسلیم کرنا ہمارے اسلاف کی شان رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور شیخ العلماء نے بھی اپنے مقالہ کو طول نہ دے کر فتاوائے رضویہ کے حوالے پر اکتفاء فرمایا اور اس نازک مسئلہ کو سمجھایا ہے۔

آپ کے حوالوں میں سے ایک ھدیۂ ناظرین ہے------------

"یہاں ضرور ہے کہ ہم اس باب میں (یعنی مسئلہ تکفیر بدمذہب میں) قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو (شخص) کسی ضروری دین کا (خود) منکر نہیں، نہ

ضروری دین کے کسی منکر کو (واقف حال ہوکر) مسلمان کہتا ہے (ہم) اسے کافر نہیں کہتے (بلکہ گمراہ، مبتدع، بد مذہب، غیر سنی یا فاسق فی العقیدہ وغیرہ کہتے ہیں) مگر یہ (سکوت عن التکفیر) صرف برائے احتیاط ہے (تو) دربارۂ تکفیر حتی الامکان احتیاط اسی میں ہے کہ سکوت کیجئے۔ مگر وہی احتیاط جو وہاں (یعنی درمسئلہ تکفیر مبتدعین) مانع تکفیر ہوئی تھی یہاں مانع نکاح ہوگی۔ کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم، توان سے مناکحت (شادی بیاہ) زنا ہے، تو یہاں (مسئلہ مناکحت میں) احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو اس سے باز رکھیں"

(فتاوائے رضویہ ج/5 ص/ 261)

(تبصرہ ص/5)

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے پورا زور اس پر دیا کہ اس لڑکے کو کافر نہیں کہنا چاہئے جبکہ ایسے افراد کے لئے عندالمتکلمین سکوت مختار ہے اور سکوت کا یہ معنیٰ ہرگز نہیں کہ تکفیر کی تردید ہو اور اسلام کا اثبات۔ پھر اس مسئلہ کے بیان کی یہاں ضرورت بھی نہیں تھی کہ نکاح کے جواز وعدم جواز کا مسئلہ اس تکفیر پر موقوف نہیں ہے۔

تو فتاوائے رضویہ کا بیان یہاں قول فیصل کا درجہ رکھتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے بھی بار بار اسی کا حوالہ دیا ہے اس لئے حضور شیخ العلماء نے فتاوائے رضویہ سے اس عبارت کو پیش فرمایا اور اس میں وہ خاص جملہ بھی موجود ہے جس پر اس فیصلہ کا دار ومدار ہے۔ اور وہ جملہ یہ ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر وہی احتیاط جو وہاں مانع تکفیر ہوئی تھی۔ یہاں مانع نکاح ہوگی۔

جبکہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اس احتیاط کو جواز نکاح کی دلیل بنایا ہے۔ یہ ہے تحقیقات کا کمال۔

میں تو یہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ مفتی صاحب کے سامنے کفر واکفار کے مابین کا خط امتیاز مبہم ہے۔ کہ میرے حسن اعتقاد کے خلاف ہوگا۔ ممکن ہے کہ کچھ ایسے عوامل

اس میں کارفرما ہوں جنہوں نے لفظ ''احتیاط'' کو جواز نکاح کی دلیل بنانے پر مجبور کیا ہو۔
کاش!۔۔۔۔۔۔۔انکا بھی علم ہوجاتا تو اس فتویٰ کے اسباب وعلل پوری طرح سے
منکشف ہوجاتے۔اور چونکہ میں حضرت مفتی صاحب قبلہ کو ان علماء میں شمار بھی نہیں کرتا
ہوں جن کے بارے میں حضور بحر العلوم نے فرمایا

''کچھ موقع پرست علماء طرح طرح کی تاویلوں سے اپنی کوتاہیوں کو دین بنانا
چاہتے ہیں اور مختلف بہانوں سے اختلاط ناروا کے جواز کی دلیل سوچتے رہتے ہیں''
(فتاوائے بحر العلوم ج/4 ص/330)

حضور بحر العلوم کی یہ عبارت دور حاضر کے ان علماء کو دعوت فکر دے رہی ہے جو
اپنی کوتاہیوں کو دین بنانے کی لاحاصل کوشش میں مشغول ہیں۔اور ایسی ایسی تاویلوں
سے مسائل دینیہ کا استخراج کرتے ہیں جن کی ان عبارتوں میں کوئی گنجائش بھی نہیں۔اور وہ
ناجائز کو جب جائز کا رتبہ دے دیں تو پھر انہیں اس فعل بد سے توبہ سے امید کم ہی رہتی ہے
۔**(والعیاذ باللہ تعالیٰ)**

کہ انہوں نے تو اس کو جائز کہا تو پھر توبہ کا کیا معنیٰ؟اور اگر اپنے کچھ کرم فرما
احباب سے تبادلۂ خیال کے بعد ان کے سامنے بھی مسئلۂ حق ظاہر ہوجائے تو پھر ''انا''
کا مہلک نشہ ذہن وفکر کو اپنے شکنجے میں اس طرح جکڑ لیتا ہے جس سے آزادی کی امیدیں
معدوم ہوتی چلی جاتی ہیں۔پھر بھی اگر کوئی اپنے سابق خلاف شرع موقف سے رجوع
کرتے ہوئے حق کا اتباع کرتا ہے تو یہ خاص فضل خدا ہے۔

ہمارے حضرت مفتی صاحب قبلہ نے بڑی محنت سے فتویٰ تحریر فرمایا ہے
لیکن غور وفکر میں کبھی خطا واقع ہوجاتی ہے اور خطا کو خطا مان کر ابھی اس سے اجتناب
موجب سعادت ہے۔

ایسے وقت میں حضور شیخ العلماء نے جس امر کی نشاندہی فرما کر قوم کی عظیم رہنمائی فرمائی ہے
وہی حق وصواب ہے۔دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دارین میں ہمارے اس رہنما و مصلح
کو جزاء خیر عطا فرمائے۔

آمین۔بجاہ حبیبہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

خلاصہ

یہ مسئلہ تمام ہوا حضرت مفتی صاحب قبلہ سے کہاں لغزش ہوئی ؟ مستفتی نے کس طرح آپ کو اپنی شاطرانہ جال میں الجھایا۔ اور اس کی مرضی کے مطابق حضرت کو بھی کس مفاد میں تحریر دینے پر مجبور ہونا پڑا، ایسے وقت میں حضور شیخ العلماء نے جو رہنمائی فرمائی اور تبصرہ تحریر فرمایا وہ صرف قابل قدر ہی نہیں بلکہ مستحق اتباع بھی ہے اس کے بعد مزید کچھ کہنے کی اور کوئی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن فتویٰ مذکور میں حضرت مفتی یامین صاحب رضوی کی بھی ایک تقریظ ہے جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ

''حضرت مفتی صاحب اپنے علاقے کے لوگوں سے خوب واقف ہیں اس لئے ان کا فتویٰ وقیع اور قابل اعتماد ہے''

(تحقیقات ص ر 4)

اور اگر وہاں کے دیوبندی بھی ادھر کے دیوبندیوں کی طرح ہیں تو پھر یہ فتویٰ قابل اعتماد نہیں۔ اور میں چونکہ اسی علاقے کا رہنے والا ہوں لہذا وہاں کے دیوبندیوں سے متعلق کچھ وضاحت مناسب رہے گی۔

تو عرض ہے کہ یہ وہی علاقہ ہے جو حضور صدر العلماء حضرت علامہ مفتی محمد غلام مجتبیٰ صاحب قبلہ اشرفی علیہ الرحمہ کا علاقہ ہے۔ دنیاء اسلام کا ایک شہرۂ آفاق مناظرہ یہاں بھی منعقد ہوا تھا، جس میں دیوبندیوں کو شکست فاش ہوئی تھی اور فتح وکامرانی کا زریں تاج حضور صدر العلماء کے سر پر ضوفگن تھا۔ اہلسنت کی کامیابی کا مژدہ لیکر جب آپ اس عظیم دربار ولایت میں پہونچے جس میں حضور استاذ الاساتذہ مسند نشیں تھے۔ تو آپ نے حضور صدر العلماء کو سینے سے لگایا اور اشکبار آنکھوں سے ان کی اس عظیم کامیابی پر مبارک باد پیش کی تھی۔

آج اس علاقہ کی دیوبندیت اس قدر انوکھی کیسے ہوگئی کہ لوگ تو خود اپنے کو

دیوبندی کہہ رہے ہیں لیکن ہمارا ولایتی آلہ پیمائش انھیں سنی صحیح العقیدہ قرار دے رہا ہے، ایسا تو نہیں کہ وہاں کی دیوبندیت بھی وہی ہے جو پورے ملک ہندوستان میں ہے لیکن کچھ سنی علماء نے اہلسنت کی تعریف بدل دی ہے۔ تاکہ اپنی کوتاہیوں کی پردہ پوشی ہو سکے، اور ان کوتاہیوں کو دین بنایا جا سکے میں اس علاقہ سے کسی قدر باخبر ہوں وہاں کے حالات میرے سامنے ہیں۔ کچھ ایسے مولویوں کو میں جانتا ہوں۔ تعویذ لکھنا جنکا پیشہ ہے انھوں نے پردے کی تعریف بدل دی ہے۔ کچھ سیاسی مولویوں کو جانتا ہوں جنہوں نے رشوت کی تعریف بدل دی ہے۔ کاشت پر زمین حاصل کرنے والے کچھ ایسے مولویوں کو جانتا ہوں جنہوں نے 'ربٰو' کی تعریف بدل دی ہے۔ اسی طرح کچھ ایسے مولویوں سے واقف ہوں جنہوں نے کچھ بدعقیدہ رشتہ داروں کے دباؤ میں اہل سنت کی تعریف بدل ڈالی ہے۔

بزرگوں کے ان اندیشوں کا مشاہدہ اس علاقہ میں بھی خوب خوب ہو رہا ہے۔ بعض علماء کے بارے میں انھوں نے جن کی نشاندہی فرمائی تھی۔ جیسا کہ مرجع الفتاویٰ بحر العلوم حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد عبدالمنان صاحب قبلہ اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔-------------------

"کچھ موقع پرست علماء طرح طرح کی تاویلوں سے اپنی کوتاہیوں کو دین بنانا چاہتے ہیں، اور مختلف بہانوں سے اختلاط ناروا کے جواز کی دلیل سوچتے رہتے ہیں"

(فتاوائے بحر العلوم ج ر 4 ص ر 330)

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی
بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں

مستفتی نے بڑی ہوشیاری سے حضرت مفتی صاحب قبلہ کو جس دام فریب میں الجھایا ہے وہ ایسا ہیبت ناک دلدلی علاقہ میں واقع ہے جس کی زد میں آنے والا رستم زمانہ بھی بے

بس نظر آتا ہے۔کہ طاقت کا ہر ایک داؤں کا اثر امید کے برعکس ہی نظر آئے گا۔ایسی خوفناک وادیوں کی تباہکاریوں کا صحیح اندازہ باہوش علماء کرام ہی لگا سکتے ہیں۔

تو آیئے! پہلے اس بے دین فرقہ کا تعقب کریں۔سوال میں مذکور لڑکا جس کا ایک فرد ہے۔کہ مرتدین کا یہ گروہ تاریکی کی کس گہرائی میں اوندھے منہ گرا پڑا ہے۔اس کے باوجود اس کو ایمان کی نورانی چوٹیوں پر ہم دوش اہلسنت قرار دینا ایک عظیم قلم کی عظمت و وقار کے خلاف ہی نہیں بلکہ اس عالم بیزار دور میں اہل سنت کے لئے کیسا زہر ہلاہل ثابت ہوگا،اس کا احساس کسی بھی عالم کو بخوبی ہوسکتا ہے۔

تو پھر اس یکتائے زمانہ قلمکار کی رہنمائی میں ہم اس فرقہ کو تلاش کریں۔ جس کے بارے میں جلوہ گاہ غوث اعظم ،قطب وقت ،سید السادات ،تاجدار اصفیاء حضرت علامہ سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کچھوچھہ مقدسہ نے حضور محدث اعظم سے فرمایا تھا۔----------------

''وہ دیکھو فرشتے اپنے کاندھوں پر قطب الارشاد کا جنازہ لئے جارہے ہیں''

(تجلیات امام احمد رضا ص 131 / ایک عالمگیر شخصیت ص / 197)

اور جس قلم کے بارے میں حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا

'' اعلیٰ حضرت علی الاطلاق،امام اہلسنت فی الآفاق،مجدد مأتہ حاضرہ،مؤید ملت طاہرہ،حضور سیدنا شاہ مفتی احمد رضا خاں قادری بریلوی،تیرہویں صدی کی وہ واحد شخصیت تھے جو ختم صدی کے پہلے علم و فضل کا آفتاب ہوکر اسلامیات کی تبلیغ میں عرب و عجم پر چھا گئے---------------محدث بریلوی کی زبان و قلم کا یہ حال تھا کہ اللہ نے اپنی حفاظت میں لے لیا،زبان و قلم نقطہ برابر خطا کرے اللہ نے اس کو ناممکن فرمادیا۔اس بات کو سمجھنا ہو تو انکی تصنیف فتاوائے رضویہ کا مطالعہ کرلیجئے''

(خطبہ صدارت ناگپور،عالمی سہارا ص / 92 ایک عالمگیر شخصیت ص / 225)

حضور محدث اعظم کے اس فرمان کے مطابق فتاوائے رضویہ کو ہی پیش نظر رکھیں تو کافی حد تک ایک رہنما ضابطہ ہاتھ آسکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اس سلسلہ میں جو کچھ فرمایا اس کی شروعات مکروہ تنزیہی سے ہے، تاریکی کے دیگر مراحل کے مقابلہ میں یہ روشنی سے قریب ترین ہے۔

''مکروہ تنزیہی سے اسأت بری ہے۔ اسأت سے مکروہ تحریمی بدتر ہے۔ اس سے کبائر اپنے اپنے مرتبہ پر بدتر ہیں، اور ان سب سے بدعت وضلال بدتر ہیں۔ اور ان کے بھی مدارج مختلف ہیں، اور ان سے کفر بدتر ہے، اور اس میں بھی مراتب ہیں، کفر اصلی سے ارتداد بدتر ہے، اور اس میں بھی ترتیب ہے، کفر اصلی کی ایک سخت قسم نصرانیت ہے، اور اس سے بدتر مجوسیت ہے، اس سے بدتر بت پرستی، اس سے بدتر وہابیت، ان سب سے بدتر اور خبیث تر دیوبندیت ہے''

(فتاوائے رضویہ ج/6ص/3)

حضور محدث اعظم علیہ الرحمہ کی رہنمائی میں جب فتاوائے رضویہ کو دیکھا تو تاریکی کی گہری ترتیب کچھ یوں نظر آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(1) مکروہ تنزیہی (جو تاریکی کی بالائی سطح پر ہے)

(2) اسأت

(3) مکروہ تحریمی

(4) کبائر (اس کے متعدد درجات ہیں)

(5) بدعت وضلال

(6) کفر

(7) ارتداد

(8) وہابیت

(9) دیوبندیت

یعنی سب سے تاریک ترین گہرائی میں دیوبندیت ہے جس کے ایک فرد ہونے کا اقرار خود مسئول عنہ لڑکے کو ہے۔ کہ وہ دیوبندی ہے یعنی ۹ نمبر میں جس بدترین گروہ کا تذکرہ ہے بھیانک تاریکی میں ہونے کے باوجود اس کا صرف اتنا کہہ دینا کہ میں اسلامی عقیدہ کو مانتا ہوں۔ اگر اس لڑکے کو سنّی صحیح العقیدہ قرار دے دیا جائے جبکہ دیوبندی بھی اپنا مذہب اسلام ہی بتاتے ہیں۔ تو اس حکم کے تباہ کن جراثیم سے وہ خوفناک مہلک مرض پھیلے گا جس کے تصور سے ہی ایک مسلمان کا کلیجہ دہل جائے گا۔

مثلاً۔۔۔۔۔۔ایک ہندو 'رمیش ورما' کلمہ بھی پڑھتا ہے، نماز بھی پڑھتا ہے، اور مفتی صاحب قبلہ کو وہ لکھ کر دے دے کہ میں اسلامی عقائد کو مانتا ہوں لیکن اپنے کو مسلمان نہیں ہندو کہے، اپنے گھر میں ہندوؤں کے ساتھ رہے، ہندوؤں کے مذہبی مراسم میں بھی شریک ہو، حضرت مفتی صاحب قبلہ کے علاقہ میں کسی سنّی صحیح العقیدہ لڑکی کے لئے اسکا رشتہ آئے اور رشتہ بھی طے ہو جائے تو حضرت مفتی صاحب قبلہ کو جواز نکاح کا فتویٰ دینا پڑے گا اس لئے کہ تاریکی میں اسکا اقرار پوائنٹ نمبر ۶ کے بارے میں ہے، جو مسئول عنہ لڑکے کے مقابلہ میں کافی اجالے پر ہے، جبکہ وہ لڑکا پوائنٹ نمبر ۹ میں ہونے کا اقرار کر رہا ہے جس سے سنّیہ کے نکاح جائز ہونے پر مفتی صاحب نے مہر ثبت کر دی ہے۔

جب وہاں جواز نکاح کا فتویٰ آیا تو یہاں تو بدرجہ اُولیٰ جواز کا ہی فتویٰ ہوگا۔ تو پھر رمیش ورما جو اپنے کو ہندو کہتا ہے اس سے کیا رشتہ ہوگا؟ پہیلی سلجھاؤ۔ جبکہ ابھی تک کفر و شرک سے اس کی توبہ کا بھی کوئی تذکرہ نہیں۔

''کفر میں ارتداد بدتر ہے اور ارتداد کے مراتب بھی ایک نہیں''

سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

''کافر دو قسم پر ہے۔ اصلی و مرتد۔ اصلی وہ جو شروع سے کافر اور کلمۂ اسلام کا منکر ہے۔ یہ دو قسم ہے۔ مجاہر و منافق۔ مجاہر وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو اور منافق وہ کہ

بظاہر کلمہ پڑھتا ہو اور دل میں منکر ہو"

یہ قسم حکم آخرت میں سب اقسام سے بدتر ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار بے شک منافقین نیچے طبقۂ دوزخ میں ہیں ۔جب دیوبندیت اسی طبقہ میں ہے تو پھر 'رمیش ورما' کا بھائی 'دنیش ورما' جو کافر اصلی ہے اس سے نکاح صرف جائز ہی نہیں بلکہ بہتر ہوگا کہ 'رمیش ورما' ہندو مرتد منافق کے بارے میں جب جواز کا فتویٰ آیا (معاذ اللہ) تو 'دنیش ورما' اس کا چھوٹا بھائی صرف کافر اصلی ہے۔و العیاذ باللہ تعالیٰ

حضور محدث اعظم علیہ الرحمہ کی رہنمائی میں فتاوائے رضویہ کو ہی پیش نظر رکھنے اور کچھ ورق گردانی سے یہ مسئلہ بھی سامنے آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"وہابیہ سے میل جول رکھنے والا ضرور وہابی ہے کہ وہابیہ کو گمراہ بددین نہیں جانتا، تو خود گمراہ بددین ہے، اور اس کے ساتھ مناکحت ہو ہی نہیں سکتی، اور اگر ان کو گمراہ بددین جانتا اور کہتا ہے پھر بھی ان سے میل جول رکھتا ہے تو سخت فاسق بے باک ہے، اس سے مناکحت سے احتراز چاہئے"

(فتاوائے رضویہ ج/5 ص/272)

علماء کرام بخوبی واقف ہیں کہ امام اہل سنت کا یہ حکم اس آدمی کے لئے نہیں ہے جو اپنے کو دیوبندی کہتا ہے بلکہ اس آدمی کے لئے ہے جو اپنے کو سنی صحیح العقیدہ کہتا ہے۔ لیکن دیوبندیوں سے میل جول رکھتا ہے، رشتہ داری کرتا ہے، جب اس کے بارے میں یہ حکم ہو، تو پھر جو اپنے کو دیوبندی کہتا ہے اس سے مناکحت کو جواز کا ایوارڈ کیسے ملا؟

کاش!۔۔۔۔۔۔ہمارے مفتی صاحب قبلہ دباؤ کے زیر اثر نہ ہوتے اور آزادی کے ساتھ کشن گنج ودیناجپور کے علماء اہل سنت کی قیادت کرتے تو مسلمانوں کے دلوں کے بھی حکمراں بنتے۔اور اپنی اس مبارک کاوش سے استفادہ کرتے جو کوسیاری مناظرہ کے بعد آپ کے ذریعہ منصۂ شہود میں آئی تھی۔

اس نئے فتویٰ کی جگہ اسی کی مزید اشاعت کرتے جو ' قہر خداوندی بر فرقۂ دیوبندی' کے نام سے پورے ہندوستان میں مقبول ہے۔ ان بامقصد کارہائے نمایاں کے مقابلہ میں اب حضرت مفتی صاحب نے عقائد اہل سنت میں بھی نامناسب تاویلات کے دروازے کھولنے کا اشارہ دیا ہے جسکی وجہ صرف یہ ہے کہ مستفتی نے انھیں کفر واکفار میں الجھانے میں بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

''یہ واضح رہے کہ ''کفرہ'' میں ضمیر کا مرجع منکر ضروریات دین ہے تو اب مطلب یہ ہوا کہ جس شخص کے نزدیک کسی کا منکر ضروریات دین ہونا قطعی ویقینی طور پر محقق ہوجائے پھر وہ اس کے کفر میں شک کرے تو وہ ''من'' کے مفہوم میں داخل ہوگا اور وہ بحکم شرع کافر۔ اور جس شخص کے نزدیک کسی کا منکر ضروریات دینی قطعی یقینی نہ ہو تو وہ ''من'' کے مفہوم میں داخل ہی نہیں کہ حکم کفر اس سے متعلق ہوسکے۔

(تحقیقات ص ر 6)

علماء اہل سنت اشکبار آنکھوں سے ہی حضرت مفتی صاحب کی اس تحریر کا دیدار کرسکتے ہیں بالخصوص آخری دوسطروں نے تو وہ قہر برپا کر رکھا ہے کہ اس فتویٰ کے منظر عام پر آنے سے قبل کے علماء اہل سنت کی روحیں کانپ گئی ہونگی، مجھے تو یقین ہی نہیں آتا کہ حضرت مفتی ذوالفقار صاحب نے اسے تحریر فرمایا ہو کہ اس گھر کے تقدس سے میں آشنا ہوں۔ حضور استاذ الاساتذہ کی بافیض درسگاہ میں شریک ہونے کی سعادت میں نے بھی حاصل کی ہے۔ عوام ہی نہیں بلکہ خواص کو بھی میں نے دیکھا ہے جو حضور استاذ الاساتذہ کی اداء جانفزا کو دیکھ کر مسائل جزئیہ فقہیہ حل کرتے تھے اور ایک ایک جملہ سے عقائد اہل سنت میں رہنمائی حاصل کر رہے تھے۔ اسی دربار شاہی کا کوئی شہزادہ ایسے مسائل لوگوں کے سامنے پیش کرے جن میں اس ذات ستودہ صفات کی تربیت کا خون ہوتا نظر آئے تو پھر کف افسوس ملنے کے علاوہ کیا کیا جائے؟ پورے فتویٰ میں نہ جانے کس قدر عجوبہ روزگار موجود ہیں۔ یہاں صرف اس عبارت کی آخری دوسطرون پر نظر ڈالیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

''جس شخص کے نزدیک کسی کا منکر ضروریات دینی ہونا قطعی یقینی نہ ہوتو وہ ''من'' کے مفہوم میں داخل ہی نہیں۔ کہ حکم کفر اس سے متعلق ہوسکے۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مقدس کی توہین کی اور اس کے اس قول بدتر از بول کے تکلم اور متکلم پر بھی جب کوئی شبہ باقی نہ رہا تو علماء عرب وعجم نے اس کو کافر و مرتد قرار دیا۔ اور دیگر علماء دیو بند نے اس کفری قول کو عین عقیدۂ اسلام قرار دیا بلکہ قائل خود اس کو عقیدۂ اسلام قرار دیتا ہے تو ان کے اعتقاد میں ضروریات دین کا انکار نہ ہوا بلکہ ضروریات دین کا اعلان ہے۔ تو پھر ان لوگوں کے بارے میں حضرت مفتی صاحب کا گراں قدر علم کیا حکم نافذ کرے گا اس روشنی میں اس کا اندازہ قریب ہر ایک عالم کر سکتا ہے جو آپ نے فرمایا وہ زہریلی عبارت یہ ہے کہ

''جس شخص کے نزدیک کسی کا منکر ضروریات دینی ہونا قطعی یقینی نہ ہوتو وہ ''من'' کے مفہوم میں داخل ہی نہیں (لھذا وہ کافر نہیں)''

اور ان لوگوں کے نزدیک اشرف علی تھانوی ضروریات دینی کا منکر نہیں یا اس نے جس کا انکار کیا وہ ضروریات دین نہیں۔

لہٰذا یہ ''من'' کے مفہوم میں داخل نہیں ہونگے، تو پھر کفر بھی ان سے متعلق نہیں ہوگا۔ اور یہ علماء بھی مسلمان ہی ٹھریں گے۔ و العیاذ باللہ تعالیٰ

بلکہ اشرف علی تھانوی کو بھی یہ دھماکہ خیز مواد مل جائیں تو کفر کی دیوار توڑ کر وہ اچھل کے باہر آجائے گا، اور کہے گا کہ میرے نزدیک 'حفظ الایمان' کی عبارت میں ضروریات دین کا انکار نہیں ۔اور ہمارے مہمان مفتی صاحب نے فرمادیا ہے کہ

جس شخص کے نزدیک کسی کا منکر ضروریات دینی قطعی یقینی نہ ہوتو وہ ''من'' کے مفہوم میں داخل ہی نہیں کہ حکم کفر اس سے متعلق ہوسکے۔

(تحقیقات ص ر 6)

مجھے پوری امید ہے کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ اپنے اس فتویٰ پر ضرور نظر ثانی فرمائیں

گے اور اہل سنت کی صحیح قیادت کریں گے، اس لئے کہ ضروریات دین کسی امر انتزاعی کا نام نہیں کہ منتزع کے انتزاع کے تابع ہو۔ بلکہ ضروریات دین اہل سنت کے وہ عقائد ہیں جن کا ثبوت دلائل قطعیہ سے ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا (معاذ اللہ) اگر کوئی انکار کرے وہ عوام میں ہو یا خواص میں اور کہے کہ اس انکار سے کونسا استحالہ لازم آئے گا میں اس کو نہیں جانتا ہوں۔ دلیل تمانع سے میں واقف نہیں۔ چاہے یہ شہری ہو یا دیہاتی عوام میں ہو یا خواص میں۔ حکم شرعی میں امتیاز نہیں برتا جائے گا بلکہ حکم ایک ہی ہوگا **کما لا یخفی علیٰ من لہ ادنیٰ تأمل**

تو پھر حضرت مفتی صاحب قبلہ کے علم و فضل کے شایان شان نہیں کہ دیوبندیوں کے بارے میں فتویٰ دینے میں امتیازی طریقہ استدلال کو روا رکھے۔ اس سے کیا فرق پڑے گا کہ وہ انجان ہے، گنوار ہے، دیہاتی ہے، کفر بکا ہے تو کافر کہا جائے گا اب تک ہمارے علماء کا یہی موقف رہا اور رہے گا۔ جیسا کہ غازی ملت فخر سیادت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی نے فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اشرف علی تھانوی وغیرہ نے کبھی یہ تسلیم نہیں کیا تھا کہ میں نے رسول اللہ کی گستاخی کی ہے۔ بلکہ وہ خود بھی لکھ گیا کہ ادنیٰ گستاخی کرنے والا خارج اسلام ہے، لیکن اپنی مراد میں گستاخی سے انکار کی وجہ سے انھیں بے قصور نہیں مانا گیا بلکہ توبہ کا مطالبہ ہوتا رہا۔ (اشرف الفتاویٰ ص ر 23)

لہٰذا آج یہ نہیں کہا جائے گا کہ فلاں کے نزدیک چونکہ فلاں عقیدہ ضروریات دین کا انکار نہیں، بلکہ عین عقیدۂ اسلام ہے، لہٰذا اس پر حکم کفر نہیں دیا جائے گا، یہاں اس کی جہالت کفر کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنے گی بلکہ علماء شرع اپنے علم کی روشنی میں حکم نافذ فرمائیں گے، چاہے وہ عالم ہو یا جاہل۔ مثلاً اگر کوئی مولوی دار العلوم دیوبند سے فارغ ہے اور اپنے کو دیوبندی کہتا ہے لیکن خود کسی کفری عقیدہ کے دہکتے ہوئے انگاروں سے ابھی تک بچا ہوا ہے اور بارگاہ ربوبیت اور بارگاہ رسالت **علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و التسلیم**

کی شان اقدس میں جوان کی گستاخیاں ہیں ان سے نا آشنا ہے تو ابھی اسے بھی شخصی کافر نہیں کہا جائے گا اس کے سامنے وہ عبارتیں رکھی جائیں گی، اگر ان عبارتوں کو وہ کفر یہ مانتا ہو اور قائل کو کافر بھی کہتا ہے اور اب اپنے کو دیوبندی نہیں کہتا ہے تو یہ مسلمان ہے ورنہ کافر۔ لیکن اتمام حجت سے قبل یہ کفر عمومی میں چونکہ داخل تھا اور اپنے کو دیوبندی کہتا تھا لہٰذا لزوم کفر کی وجہ سے توبہ وتجدید ایمان اس پر بھی فرض ہے۔ لہٰذا حکم فقیہ یہی ہوگا کہ قبل توبہ وتجدید ایمان اس کے ساتھ رشتۂ مناکحت حرام ہوگا۔ یہی حکم غیر عالم عوام کا بھی ہے کہ اتمام حجت کے بعد یا تو اس کو کافر کہا جائے گا یا پھر اس گروہ کا ایک فرد۔ لیکن حکم کفر عمومی میں یہ بھی داخل ہے جو اپنے کو دیوبندی کہتا ہے۔ اور رشتۂ مناکحت اس سے حرام ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے کو اس گروہ میں شمار کرتا ہے جس پر باتفاق علماء عرب وعجم کفر کا حکم ہے۔

دیناجپور وکشن گنج کے علماء باہوش اور باخبر ہیں الحمد للہ ـــــــ پورے ہندوستان میں مسلک حق کی تبلیغ واشاعت میں رات ودن مشغول ہیں، دین متین کی خدمت ہی ان کا طرۂ امتیاز ہے بادمخالف سے زور آزمائی ان کی عادت بن چکی ہے۔ کسی بھی طوفان کے سامنے سر جھکانا خلاف معمول تصور کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء اہلسنت نے ہمیشہ ان علماء کے نیک جذبات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا، اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ ان بزرگوں میں بالخصوص کچھوچھہ مقدسہ اور بریلی شریف کے باوقار شیوخ نے ہمیشہ اس علاقہ کو اپنی نظر التفات میں رکھا، اور طوفانی دورے کئے۔ جاہل پیروں کے شکنجے سے اسے آزاد کیا، پھر اسی کی رہنمائی کے لئے علمی فیضان کا دریا بہایا، مسائل شرعیہ بتانے کے لئے علماء دین بنائے، حضور استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی نصیر الدین صاحب قبلہ اشرفی علیہ الرحمہ ان کی ایک مثال تھے پھر آپ کے توسط سے علاقہ میں علم کی بہار آئی۔ صدر العلماء حضرت علامہ مفتی غلام مجتبیٰ صاحب اشرفی علیہ الرحمہ، حضرت علامہ مفتی تسلیم الدین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ، حضرت علامہ مولانا یونس صاحب رضوی علیہ الرحمہ

حضرت علامہ ومولانا عبدالرحیم صاحب اشرفی، حضرت علامہ مفتی بشیر الدین صاحب قبلہ رضوی، حضرت علامہ معین الدین صاحب اشرفی کے علاوہ اور بہت سارے اسماء گرامی ہیں جن کے تذکرہ کی ضرورت تو ہے لیکن یہاں مہلت نہیں۔ ان حضرات کی بے لوث قربانی سے علاقہ میں سنیت کا بول بالا ہی نہیں بلکہ پوری طرح اس کا قبضہ رہا۔ اور وہابی دیوبندیوں سے تعلقات مؤدت ہمیشہ حرام رہے۔ صبح قیامت تک حکم یہی رہے گا، لیکن آج اس میں یہ کمزوری کہاں سے آگئی کہ رشتۂ مناکحت بھی جائز بتایا جارہا ہے۔ کیا ان میں سے بعض حضرات چلے گئے تو حکم شرع بھی کمزور ہو گیا؟

میرے پیارے سنّی بھائیو! خدارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے اسلاف کی ایسی ناقدری کا ضرور جواب دو اور ان کے خلاف کوئی بھی فتویٰ ہوا سے رد کر دو۔ یہی تقاضہ سنیت ہے اور ان بزرگوں سے وفاداری بھی یہی ہے۔ جس فتویٰ سے وہابی دیوبندی کی طرف میلان ظاہر ہوا سے رد کر دو اللہ تعالیٰ اس رجحان پر بھی تمہیں جزاء خیر عطا فرمائے گا۔

قربان جایئے ! آقائے دو جہان پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جس نے ہر ایک مشکل وقت میں تمہاری مدد فرمائی ہے۔ ہر ایک قدم میں تمہاری رہنمائی کی ہے۔ تمہاری نجات کے لئے شب و روز آنسو بہایا ہے۔ ایسے نبی نے تمہیں کیسی تنبیہ فرمائی ہے۔ اپنے جاں نثار صحابۂ کرام کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والوں کے بارے میں تو آپ نے فرمایا **وسیأتی قوم یسبونهم فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تؤاكلوهم ولا تناكحوهم** عنقریب ایک قوم آئیگی جو انھیں گالیاں دیگی، نہ ان کے ساتھ بیٹھو، نہ ان کے ساتھ پیو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ، نہ رشتۂ مناکحت کرو۔

جبکہ ان دیوبندیوں کی گستاخی صحابہ کرام تک ہی محدود نہیں بلکہ بارگاہ رسالت و ربوبیت کے بھی یہ بڑے گستاخ ہیں۔ پھر ان کے لئے نرم گوشہ کس بات کا غماز ہے؟

ایسے بداخلاق جن کی بداخلاقی میں شان نبوت وشان الٰہی کا بھی کوئی لحاظ نہیں رہا جنہیں تمہارے نبی نے بدترین مخلوق قرار دیا ہو۔انکے ساتھ رشتہ مناکحت؟

(لاحول ولاقوۃ الاّ باللہ)

بتاؤ !تم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس قدر ناراض کردو گے۔اپنے نبی کو کیا منہ دکھاؤ گے۔کس منہ سے شفاعت کی بھیک مانگو گے۔اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہاری نجات کے لئے آنسوؤں کا دریا بہایا۔اورتم کیا ان کے دشمنوں سے رشتہ نبھاؤ گے؟

اس بدترین مخلوق کے بارے میں آئینہ دیکھ لو۔

ان بعدی من امتی او سیکون بعدی من امتی قوم یقرؤن القرآن لا یجاوز حلاقیھم یخرجون من الدین کما یخرج السھم من الرمیۃ لا یعودون فیہ ھم شر الخلق والخلیقۃ

(مسلم شریف ج/1ص/343)

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔میرے بعد میری امت سے یا (فرمایا) عنقریب میرے بعد میری امت سے ایک قوم ہوگی وہ لوگ قرآن بہت پڑھیں گے،ان کے حلق سے قرآن تجاوز نہیں کرے گا،وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔پھر وہ لوگ دین میں لوٹ کر نہیں آئیں گے وہ مخلوق میں بدتر ہونگے اخلاق میں بھی بہت برے ہونگے۔

مسلمانو! کس قدر مقام عبرت ہے ان کے رکوع اور سجود تو دیکھ لئے،دولت تو دیکھ لی،قرآن کریم کی تلاوت تو دیکھ لی،اور یہ پیاری حدیث نگاہوں سے اوجھل رہی۔کیا پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا یہی تقاضہ ہے؟اسی سوال میں دیکھ لو حدیث پاک کی صداقت تمہیں دعوت فکر دے رہی ہے۔حدیث پاک نے تمہیں بتایا کہ دین سے نکلنے کے بعد پھر یہ لوگ اس میں لوٹ کر نہیں آئیں گے۔

یہ لڑکا شادی کے لئے سنّی بنالیکن آج تک اپنے کودیوبندی ہی کہتا ہے، کہ دین میں لوٹنا اس کی قسمت میں نہیں ہے۔اس کے لئے تو "ثم لا یعودون فیه" آچکا ہے۔اوراگرکوئی کسی بھی بہانے سے پھرسنّی صحیح العقیدہ بن جاتا ہے تو وہ پوری طرح دین سے خارج نہیں تھا بلکہ خارج ہونے چلا تھا۔اس کے باوجودان لوگوں سے دوستی ورشتہ داری کے جواز پر دلیلیں تلاش کرنا،اوراس میں ناکامی پر فقہاء سابقین کے اقوال واضحہ کی صورت حقیقیہ کوبگاڑنا بھی کیاوفاداری میں شمارکیاجائے گا؟

انھیں لوگوں کے بارے میں جان ایمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیة فاذا لقیتموھم فاقتلوھم فانّ فی قتلھم اجراً لمن قتلھم عند اللّٰہ یوم القیامة

(مسلم شریف ج/1ص/342)

یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے،جب تم ان لوگوں سے ملوتوانھیں قتل کردینا۔قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے لئے اجر ہے جس نے انھیں قتل کیا۔

کیااس قتل کامفہوم اورمعنیٰ یہی ہے؟ کہ انھیں بیٹی دے کرداماد بنالو۔ بہن دے کربہنوئی بنالو؟ کیااسلام کی شہزادیاں اتنی گرچکی ہیں کہ انھیں بداخلاق اور بد خلقت کے ہوس کی بھٹی میں جھونک دیاجائے؟

وہ شہزادیاں تاعمراس کے بداخلاق اور بدخلقت شکنجے میں کراہتی رہیں؟

کاش مفتی صاحب اپنی ہی بات مان جاتے جیسا کہ ان کاایک دوسرافتویٰ میرے پاس ہے جس میں سوال تھادیوبندی سے نکاح ہوسکتا ہے یانہیں؟

اس کاجواب!صورت مسئولہ میں وہابی دیوبندی اپنے عقائدکفریہ کی بناپرکافرومرتد ہیں مرتدکانکاح کسی سے ہرگزنہیں ہوسکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگردیوبندی لڑکاتوبہ کرکے سنّی صحیح العقیدہ بنناچاہےتوبعدتوبہ دو۔تین سال تک دیکھاجائے کہ وہ سنیت پرقائم ہیں یانہیں تب ان سے رشتہ ہوسکتا ہے اس سے قبل ہرگزاجازت نہیں۔ کتبہٗ ذوالفقار احمد اشرفی دارالافتاء نصیریہ اشرفیہ پناسی شریف ضلع کشن گنج (بہار)۲۳/رجب المرجب ۱۴۳۱ھ سنہ مطابق ۷جولائی ۲۰۱۰ء

لیکن آج جواز کاحکم کہاں سے آیا؟

دیکھوتمہارے رب نے کیسی وضاحت سے ارشادفرمایا

"لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ظالموں کی طرف میل نہ کروکہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

اس قوم سے بڑاظالم کون ہوگاجس کی گستاخیاں تشت ازبام ہیں۔اللہ تعالیٰ پرجھوٹ بولنے کاالزام اسی قوم کی ناپاک حرکت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رسالت میں درجنوں گستاخیاں اسی ظالم قوم کاگھنوناکام ہیں۔جن کی وجہ سے دنیاءاسلام

کے مفتیان کرام نے انہیں کافر و مرتد کہا۔ان کا کفر وارتداداس قدر عام ہو چکا ہے کہ روئے زمین میں ہر طرف سے ان پر لعنت ہو رہی ہے۔اللہ کے پیارے رسول نے انھیں بدترین مخلوق قرار دیا،بداخلاق فرمایا۔کہ برے لوگوں میں کافر بدتر ہیں۔کافروں میں مرتد بدتر ہے۔مرتد میں مرتد منافق بدتر ہے۔اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں بدترین مخلوق قرار دیا۔اس لئے کہ یہ لوگ مرتد منافقین کی جماعت سے ہیں۔یقیناً اس قوم سے بڑا ظالم اور کوئی نہ ہوگا۔اور قرآن نے فرمایا ظالموں کی طرف میل نہ کرو تو کیا تعلقات میل نہیں؟

بہنوئی بنانا میل نہیں ؟ داماد بنانا میل نہیں؟ خدارا ---------------- انصاف-------انصاف -----------انصاف۔ یہ رنگین دنیا کام نہ آئے گی، انانیت ایک مہلک مرض ہے۔ نبی کی محبت جان ایمان ہے۔اس بدترین مخلوق سے عداوت ایمان کی پہچان ہے۔ان لوگوں سے رشتہ داری ہلاکت ہے۔قبر کے سوالات برحق ہیں۔بعثت برحق ہے ۔میزان برحق ہے۔اخروی سعادت مندی ہر ایک مؤمن کی خواہش ہے۔ہلاکت اس ظالم فرقہ کا مقدر بن چکی ہے۔اللہ تعالیٰ سعادت دارین سے ہم سنیوں کو مالا مال کرے ۔(آمین)

محمد رفیق الاسلام نوری دیناجپوری
الجامعۃ العربیہ غوثیہ شکوریہ بلہور کانپور یوپی
۲۲/رجب المرجب ۱۴۳۶ھ مطابق 12 مئی 2015 بروز شنبہ